قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ
الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 2/ اگست 2022ء | 4/ محرم 1444 ہجری قمری | 2/ ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 159

فرمانِ رسولؐ

حضرت واثلہ بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوا۔ آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم اسے جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ گئے۔ وہ شخص کہنے لگا۔حضور جگہ بہت ہے (آپؐ کیوں تکلیف فرماتے ہیں)۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ ایک مسلمان کا حق ہے کہ اس کے لئے اس کا بھائی سمٹ کر بیٹھے اور اسے جگہ دے۔

(شعب الایمان حدیث 8534 فصل فی قیام المرء لصاحبہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

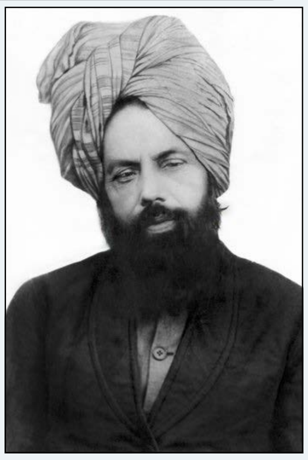

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر مجلسوں میں تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھو یعنی دوسروں کو جگہ دو تو جلد جگہ کشادہ کر دو تا دوسرے بیٹھیں اور کہا جائے کہ تم اٹھ جاؤ تو بغیر چون وچرا کے اٹھ جاؤ۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 336)

- سید حبیب اللہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 208 ایڈیشن 1984ء)

- حضرت اقدسؑ نے ایک موقع پر منشی عبدالحق صاحب کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان آرام وہی پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو۔ پس آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو۔ مجھے بلا تکلّف کہہ دیں۔ پھر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو۔ یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ یہ کہہ کر آپ گھر میں تشریف لے گئے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 112 ایڈیشن 1984ء)

لجنہ اماء اللہ کا عہد

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجٰلِسِ فَافۡسَحُوۡا یَفۡسَحِ اللّٰہُ لَکُمۡ ۚ وَاِذَا قِیۡلَ انۡشُزُوۡا فَانۡشُزُوۡا یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۱۲﴾

(المجادلہ: 12)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کے لئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً ان کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

جہاں قرآن کریم میں یہ کشادگی کا حکم ہے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر مجلس سے اٹھایا جائے اور انتظامیہ اگر کہے کسی وجہ سے کہ یہاں سے بعض لوگ چلے جائیں، اٹھ جائیں، تو اٹھ جایا کرو۔ کیونکہ بعض مجالس مخصوص ہوتی ہیں ان میں ہر ایک کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تو یہاں بھی ہر احمدی کو کھلے دل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ بعض دفعہ شکایات آجاتی ہیں کہ فلاں عہدیدار نے فلاں مجلس میں مجھے اٹھا دیا یا میرے فلاں بزرگ کو اٹھا دیا۔ تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر شکوہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ نظام ہے اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ مومن کا شیوہ نہیں ہے کہ ایسی باتوں کا شکوہ کرے…

جب ہمارے آقاومطاع اپنے عمل سے یہ دکھا رہے ہیں تو ہمیں کس قدر ان باتوں پر عمل کرنا چاہئے بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں آجائے تو بعض لوگ اور زیادہ چوڑے ہو کے اور پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہمارے بیٹھنے میں تنگی نہ ہو۔

جلسے کے دنوں میں خاص طور پہ جو مہمان آرہے ہیں اور یہاں والے بھی سن رہے ہیں، ان شاء اللہ بہت سارے لوگ ہوں گے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ بعض دفعہ جگہ کی تنگی ہو جاتی ہے۔ انتظامیہ کے اندازے بالکل ختم ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں دوسروں کو ضرور جگہ دینی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 16 جولائی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خون ہی خون میں ڈوبا رہا تشنہ کوئی (منظوم)
- لجنہ اماء اللہ کا قیام اور اس کے مقاصد
- صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیاں
- ممبرات لجنہ بھارت کی قربانیاں اور خلافت سے وابستگی
- خواتین مبارکہ کا اسلامی کردار
- شہداء خواتین کی تاریخ
- جلسہ سالانہ ربوہ کی پیاری یادیں

دربارِ خلافت

اپنے اندر زُہد پیدا کرو کیونکہ یہ پیدا کرو گے تو تقویٰ کی حقیقی روح کی بھی پہچان ہو گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب اگر دیکھا جائے تو دنیا میں جو خدا تعالیٰ نے چیزیں پیدا کی ہیں ان سے انسان مکمل طور پر قطع تعلق تو نہیں کرسکتا۔ تو اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اس طرح روک لو کہ دنیا سے کٹ جاؤ۔ زُہد یہ ہے کہ دنیا کی ان چیزوں کی جو ناجائز خواہشات ہیں، اُن سے اپنے آپ کو روک لو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی تحدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ان سے فائدہ نہ اُٹھانا بھی خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے یہ عہد کیا کہ ہم روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ روزانہ روزے رکھیں گے۔ شادی نہیں کریں گے۔ عورت کے قریب نہیں جائیں گے۔ ساری ساری رات نمازیں ہی پڑھتے رہیں گے۔ جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ دوسرے دنیاوی کام اور گھر کے کام کاج بھی کر لیتا ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے۔ پس جو شخص مجھ سے منہ موڑے گا، وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ فرمایا کہ یاد رکھو کہ میں تم لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے تابع رکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح حدیث نمبر 5063)

پس اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی زُہد یہ ہے کہ صرف دنیاوی خواہشات اور ان کی تسکین مطمح نظر نہ ہو بلکہ جو اُن میں سے بہترین ہے وہ لو اور اعتدال کے اندر رہتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے ان دنیاوی چیزوں سے فائدہ اُٹھاؤ گے تو یہ زُہد ہے۔ اگر یہاں آ کر ان مغربی ممالک کی آزادی کی وجہ سے یہاں کی ہر چیز میں خواہشات کی تسکین کا لالچ تمہیں اپنی طرف کھینچ رہا ہے تو پھر تمہارا جلسوں پر آنا بے فائدہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا بھی بے فائدہ ہے۔ پس فرمایا اپنے اندر زُہد پیدا کرو کیونکہ یہ پیدا کرو گے تو تقویٰ کی حقیقی روح کی بھی پہچان ہو گی۔ تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہی ہے کہ ہر وقت یہ خوف دل میں رکھنا کہ میرے سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف سزا کے ڈر سے نہ ہو بلکہ اس طرح ہو جس طرح ایک بہت قریبی دوست کی یا قریبی عزیز کی ناراضگی کا خوف ہوتا ہے۔ اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں پر حاوی ہو جائے اور ایسی محبت کی حالت بھی اُس وقت طاری ہوسکتی ہے جب خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق ہو اور اس کا عرفان ہو۔ جب محور خدا تعالیٰ کی ذات ہو۔ پس یہ وہ معیار ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس معیارِ تقویٰ کو ہم میں پیدا کرنے کے لئے بارہا مختلف رنگ میں ہمیں نصائح فرمائی ہیں۔ آپ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں کہ

’’اپنی جماعت کی خیرخواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129)۔‘‘

(ملفوظات جلد1صفحہ 7 ایڈیشن 2003ء)

پس جب جماعت کے افراد کو بار بار اس بات کی نصیحت کی جاتی ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ زمانے کے مامور کی بیعت میں آ کر جب ہم یہ دعویٰ اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جن سے اس بیعت کی وجہ سے خدا راضی ہوا ہے یا ہم نے اس لئے بیعت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی کوشش کریں۔ اگر اس پر عمل نہیں تو یہ دعویٰ محض دعویٰ ہو گا۔ اگر ہمارے قدم تقویٰ کی طرف نہیں بڑھ رہے تو یہ صرف دعویٰ ہے۔

یہ آیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے یہ تقویٰ کی وضاحت بھی کرتی ہے کہ تقویٰ اُن لوگوں کا ہے جو محسنوں میں سے ہیں اور محسن کے معنی ہیں کہ جو دوسروں سے اچھائی کا سلوک کرتے ہیں۔ جو اُن کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہیں۔ جو علم رکھنے والے ہیں اور یہ علم اُنہیں تقویٰ کی راہوں پر چلانے والا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی بھی خوبصورتی دیکھیں۔ پہلے زُہد کی طرف توجہ دلائی کہ اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرو۔ پھر تقویٰ اختیار کرنے کا فرماتے ہوئے اللہ کے کلام سے وہ مثال پیش فرمائی جس میں یہ تلقین ہے کہ اپنے جذبات کو دوسروں کے جذبات کے لئے قربان کر کے اُنہیں فیض پہنچاؤ۔ تو متقی بن کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بن جاؤ گے۔

(خطبہ جمعہ 28/ جون 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خون ہی خون میں ڈوبا رہا تشنہ کوئی

خون ہی خون میں ڈوبا رہا تشنہ کوئی
”سانحہ ایسا نہ گزرا لبِ دریا کوئی“

حشر تک یاد دلائے گا مکیں کیسے تھے
بین کرتا ہوا سلگا ہوا خیمہ کوئی

کربلا لے کے چلا آتا ہے ہر سمت دیا!
مکتبِ عشق پہ لکھا ہوا سجدہ کوئی

دیا جیم۔فجی

دعا کا تحفہ

فیصلہ طلبی کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی تکذیب سے تنگ آ کر فیصلہ کن نشان طلب کیا جس میں اپنی اور اپنی جماعت کی نجات کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس دعا کو قبول کیا اور ان کی قوم کو طوفان میں غرق کر کے نوحؑ اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچا لیا۔

رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۸﴾ۚۖ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّنَجِّنِیۡ وَمَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(الشعراء: 118- 119)

اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس تو میرے اور ان کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر اور مجھے اور میرے ساتھی مومنوں کو (دشمن کے) شر سے بچا لے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 26)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

مریم رحمٰن

لجنہ اماء اللہ کا قیام اور اس کے مقاصد

سید ومولیٰ رحمۃ للعالمین، خیر الوریٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ نے عورت کا وقار، عزت و احترام دنیا میں کچھ اس طرح قائم کیا کہ اس کو آبگینے سے تشبیہ دے کر اور قدرت کا بہترین انعام قرار دے کر یہ خوشخبری دی کہ اَلجَنَّۃُ تَحۡتَ اَقۡدَامِ الۡاُمَّھَاتِ کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

اسلام میں جہاں عورت کے پورے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے وہاں ان پر ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں۔ جہاں آپ ﷺ نے عورت کو اس کا حقیقی بلند مقام عطا فرمایا وہاں اسے اولاد کی تربیت کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا۔

چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں

كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَّكُلُّكُمۡ مَّسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ اَلۡاِمَامُ رَاعٍ وَّمَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيۡ اَهۡلِهٖ وَهُوَ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ وَالۡمَرۡاَۃُ رَاعِيَۃٌ فِيۡ بَيۡتِ زَوۡجِهَا وَمَسۡئُوۡلَۃٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهَا

(صحیح بخاری حدیث نمبر 893)

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔ امام نگران ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

پھر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور آتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب دنیا اسلام کی تعلیمات بھول کر شرک، جہالت، بدعات، رسم ورواج کے اندھیروں میں گم تھی۔ عیسائیت کا سورج پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ اس تاریک دور میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نور ایمان کی شمع جلائی۔ مخلوق کو خدا تعالیٰ کے قریب کیا۔ آنحضرت ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھائی۔ عورتوں کو بھی ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 81)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خدائی وعدہ کے مطابق خلافت کا عظیم الشان نظام شروع ہوا۔ اسلام احمدیت کی روشنی کا سفر پوری دنیا میں پھیلنا شروع ہوا۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودؓ نے جماعت کے تنظیمی ڈھانچے کو قائم کر کے ہم سب پر احسانات کئے اور آپ کے احسان کا یہ دائرہ صرف مردوں کے لئے نہیں تھا بلکہ آپ نے اپنے دور خلافت کے ابتدائی سالوں میں ہی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک تنظیم قائم کرنے کا ارادہ فرمالیا تھا تا کہ خواتین اپنی تنظیم کے لائحہ عمل کی پیروی کرتے ہوئے اعلیٰ کردار کی حامل ہوں اور دینی و دنیاوی تعلیمات سے آراستہ ہو کر اپنی اولاد کی بہتر رنگ میں پرورش کرسکیں تا احمدیت کا مستقبل روشن اور تابناک ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ کا ایک الہام تھا کہ

''اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی''

(الفضل 29/اپریل 1944ء صفحہ 3)

آپؓ نے احمدی مستورات کی مذہبی، تعلیمی، ذہنی، فکری اور عملی ترقی کے لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ آپؓ نے مستورات کو بتلایا کہ وہ بھی بنی نوع انسان کا ایک جزو لاینفک ہیں۔ اور قوموں کی ترقی وتنزل میں ان کا بھی ہاتھ ہے۔ عورت کی گود آئندہ نسل کا گہوارہ ہے اگر عورتیں نیکی وتقویٰ میں آگے بڑھنے والی ہونگی تو اولاد بھی نیکی وتقویٰ پر چلنے والی ہوگی۔

25 دسمبر 1922ء کا مبارک تاریخی دن

حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق 25 دسمبر 1922ء کو خواتین حضرت اماں جانؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خطاب فرمایا اور اس کے ساتھ ہی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور خواتین مبارکہ کی مقدس قیادت میں یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف بڑی تیزی سے سفر پر روانہ ہوا اور ایک منظم تنظیم کی شکل اختیار کرگیا۔ حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں احمدی خواتین نے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لئے مساعی شروع کی اور مختلف دینی مہمات میں صفِ اوّل کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا کہ احمدی عورتوں کی تنظیم اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ ابتدا میں اس میں شمولیت اختیاری تھی البتہ 1939ء میں اس کا فیض عام کرنے کے لیے ہر احمدی عورت کا اس میں شامل ہونا لازمی قرار دے دیا۔

لجنہ اماء اللہ تنظیم کا پس منظر

حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) کو خدمت دین کا بڑا شوق تھا ان کی خواہش کے مطابق سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک معین لائحہ عمل بنا کر جماعت کی عورتوں کے سامنے پیش کیا جو حضور نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا۔ اور یہ تاریخ میں لجنہ اماء اللہ کے متعلق ابتدائی تحریک کے نام سے مشہور ہے۔ اس مضمون میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے لجنہ اماء اللہ کے بنیادی مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور لجنہ اماء اللہ کی ممبر بننے کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ اسے پڑھے اور پڑھ کر دستخط کرے۔ یہ اسکیم حضورؓ نے 15 دسمبر 1922ء کو مستورات کے سامنے پیش کی تھی جس پر 14 خواتین نے دستخط کئے تھے۔

(الفضل 11 جنوری 1923 صفحہ 9)

15دسمبر 1922ء کو آپؓ نے جو مضمون تحریر فرمایا اس کی اوّلین مخاطب گو قادیان کی مستورات تھیں لیکن درحقیقت یہ ایک بین الاقوامی تنظیم کی بنیادی دستاویز تھی۔ اس مضمون کے حرف حرف سے خدمت اسلام کا توانا عزم و حوصلہ جھلکتا ہے۔ جس میں آپؓ نے مستوارت کو ایک لائحہ عمل دیا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے سترہ ضروری امور اس اولوالعزم ہستی نے تجویز فرمائے۔ ان میں علم حاصل کرنا اور دوسروں تک علم پہنچانا، اسلام کی حقیقی تعلیمات جاننا اور ان پر عمل کرنا، جماعت میں اتفاق اور وحدت کی روح قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہنا، اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی ہمہ وقت سعی کرنا، بچوں میں خدا اور رسولِ خدا ﷺ، حضرت مسیحِ موعودؑ اور خلفائے کرام کی محبت پیدا کرنا، خلافت کی اطاعت کا درس دینا اور سب سے اہم یہ دعا کرنا کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں خالقِ حقیقی نے مدنظر رکھے ہیں۔

آخر میں آپؓ نے لکھا تھا کہ جو اس تحریک کے مندرجات سے متفق ہیں وہ دستخط کر دیں۔ اس پر چودہ خواتین نے دستخط کیے- یہ دستخط کنندگان حضورؓ کے ارشاد پر 25دسمبر 1922ء کو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی خطاب فرمایا اور اس میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ تنظیم کا نام لجنہ اماءِ اللہ تجویز فرمایا۔ آپؓ نے لجنہ کے سپرد جلسہ مستورات کا انتظام کر کے کئی مشورے دیے اور نصیحتیں کیں۔ حضرت اماں جانؓ لجنہ کی پہلی پریذیڈنٹ منتخب ہوئیں۔ منتخب ہونے کے بعد آپؓ نے حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر کرسی ٔصدارت پر بٹھا دیا۔ چنانچہ حضرت سیدہ ام ناصرؓ اپنی وفات تک جو کہ 31 جولائی 1958ء کو ہوئی یہ فرض نبھاتی رہیں۔ حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) اس تنظیم کی پہلی سیکرٹری تھیں۔

(الفضل 8فروری 1923ء۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اول صفحہ 66-72، تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 303)

15 دسمبر کو جو مضمون حضور نے تحریر فرمایا وہ من وعن درج کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا کہ

ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری زندگی کس طرح صَرف ہونی چاہئے جس سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوسکیں۔

اگر غور کیا جائے تو اکثر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی کہ روز مرہ کے کاموں کے سوا کوئی اور بھی کام کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ دشمنان اسلام میں عورتوں کی کوشش سے جو روح بچوں میں پیدا کی جاتی ہے اور جو بدگمانی اسلام کی نسبت پھیلائی جاتی ہے اس کا اگر کوئی توڑ ہوسکتا ہے تو وہ عورتوں ہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے اور بچوں میں اگر قربانی کا مادہ پیدا کیا جاسکتا ہے تو وہ بھی ماں ہی کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ پس علاوہ اپنی روحانی علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر ایسی بہنوں کو جو اس خیال کی مؤید ہوں اور مندرجہ ذیل باتوں کی ضرورت کو تسلیم

کرتی ہوں دعوت دیتا ہوں کہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مل کر کام شروع کریں۔ اگر آپ بھی مندرجہ ذیل باتوں سے متفق ہوں تو مہربانی کر کے مجھے اطلاع دیں تا کہ اس کام کو جلد سے جلد شروع کر دیا جائے۔

(1) اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

(2) اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایک انجمن قائم کی جائے تا کہ اس کام کو باقاعدگی سے جاری رکھا جا سکے۔

(3) اس بات کی ضرورت ہے کہ اس انجمن کو چلانے کے لئے کچھ قواعد ہوں جن کی پابندی ہر رکن پر واجب ہو۔

(4) اس امر کی ضرورت ہے کہ قواعد وضوابط سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ اسلام کے مطابق ہوں اور اس کی ترقی اور اس کے استحکام میں ممدّ ہوں۔

(5) اس امر کی ضرورت ہے کہ جلسوں میں اسلام کے مختلف مسائل خصوصاً ان پر جو اس وقت کے حالات کے متعلق ہوں مضامین پڑھے جائیں اور وہ خود اراکینِ انجمن کے لکھے ہوں تا کہ اس طرح علم کے استعمال کرنے کا ملکہ پیدا ہو۔

(6) اس امر کی ضرورت ہے کہ علم بڑھانے کے لئے ایسے مضامین پر جنہیں انجمن ضروری سمجھے اسلام کے واقف لوگوں سے لیکچر کروائے جائیں۔

(7) اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفۂ وقت ہو اس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مدنظر رکھ کر تمام کارروائیاں ہوں۔

(8) اس امر کی ضرورت ہے کہ تم اتحاد جماعت کو بڑھانے کے لئے ایسی ہی کوشاں رہو جیسے کہ ہر مسلمان کا فرض قرآن کریم، آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمایا ہے اور اس کے لئے ہر ایک قربانی کو تیار رہو۔

(9) اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے، پینے، پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسرے کی پوری مدد کرنی چاہیئے اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہیئے۔

(10) اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھو اور ان کو دین سے غافل اور بد دل اور سست بنانے کی بجائے چست، ہوشیار، تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں ان سے ان کو واقف کرو اور خدا، رسول، مسیح موعود اور خلفاء کی محبت، اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کی منشاء کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش اُن میں پیدا کرو، اس لئے اس کام کو بجالانے کے لئے تجاویز سوچو اور ان پر عمل درآمد کرو۔

(11) اس امر کی ضرورت ہے کہ جب مل کر کام کیا جائے تو ایک دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے اور صبر اور ہمت سے اصلاح کی کوشش کی جاوے نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے تفرقہ بڑھایا جائے۔

(12) چونکہ ہر ایک کام جب شروع کیا جائے تو لوگ اس پر ہنستے اور ٹھٹھا کرتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کی ہنسی اور ٹھٹھے کی پرواہ نہ کی جائے اور بہنوں کو الگ الگ مہنوں یا طعنوں یا مجالس کے ٹھٹھوں کو بہادری و ہمت سے برداشت کا سبق اور اس کی طاقت پیدا کرنے کا مادہ پہلے ہی سے حاصل کیا جائے تا کہ اس نمونہ کو دیکھ کر دوسری بہنوں کو بھی اس کام کی طرف توجہ پیدا ہو۔

(13) اس امر کی ضرورت ہے کہ اس خیال کو مضبوط کرنے کے لئے اور ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کے لئے اپنی ہم خیال بنائی جائیں اور یہ کام اس صورت میں چل سکتا ہے کہ ہر ایک بہن جو اس مجلس میں شامل ہو اپنا فرض سمجھے کہ دوسری بہنوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے گی۔

(14) اس امر کی ضرورت ہے کہ اس کام کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے صرف وہی بہنیں انجمن کی کارکن بنائی جائیں جو ان خیالات سے پوری متّفق ہوں اور کسی وقت خدانخواستہ کوئی متفق نہ رہے تو وہ بطیبِ خاطر انجمن سے علیحدہ ہو جائے یا بصورت دیگر علیحدہ کی جائے۔

(15) چونکہ جماعت کسی خاص گروہ کا نام نہیں چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کا نام جماعت ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس انجمن میں غریب امیر کی کوئی تفریق نہ ہو بلکہ غریب اور امیر دونوں میں محبت اور مساوات پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور ایک دوسرے کی حقارت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا مادہ دلوں سے دور کیا جائے کہ باوجود مدارج کے فرق کے اصل میں سب مرد بھائی بھائی اور سب عورتیں بہنیں بہنیں ہیں۔

(16) اس امر کی ضرورت ہے کہ عملی طور پر خدمت اسلام کے لئے اور اپنی غریب بہنوں اور بھائیوں کی مدد کے لئے بعض طریق تجویز کئے جائیں اور ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

(17) اس امر کی ضرورت ہے کہ چونکہ سب مدد اور سب برکت اور سب کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ اس لئے دعا کی جاوے اور کروائی جاوے۔ کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں اس نے مدنظر رکھے ہیں اور ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے بہتر سے بہتر ذرائع پر اطلاع اور پھر ان ذرائع کے احسن سے احسن طور پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بخیر کرے۔ آئندہ آنے والی نسلوں کی بھی اپنے فضل سے راہنمائی کرے اور اس کام کو اپنی مرضی کے مطابق ہمیشہ کے لئے جاری رکھے یہاں تک کہ اس دنیا کی عمر تمام ہو جائے۔

اگر آپ ان خیالات سے متفق ہیں اور ان کے مطابق اور موافق قواعد پر جو بعد میں انجمن میں پیش کر کے پاس کئے جا رہے ہیں اور کئے جائیں گے عمل کرنے کے لئے تیار ہوں تو مہربانی کر کے اس کاغذ پر دستخط کر دیں۔ بعد میں ان قواعد پر ہر ایک بہن سے علیحدہ علیحدہ دستخط لے کر اقرار و معاہدے لئے جائیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 304-306، الازھار لذوات الخمار حصہ اول صفحہ 52۔ 55)

ابتدائی 14 ممبرات کے نام جنہوں نے اس پر سب سے پہلے دستخط کئے

1. حضرت ام محمود سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ اہلیہ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ
2. حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ (بنت حضرت مسیحِ موعودؑ)
3. حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہؓ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
4. حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہؓ (بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، وحرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
5. حضرت سیدہ ام طاہر مریم بیگم صاحبہ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
6. ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ
7. صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ
8. مریم صاحبہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ
9. حمیدہ خاتون خورشید صاحبہ بنت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب
10. رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب
11. کلثوم بانو صاحبہ اہلیہ قاضی محمد عبداللہ صاحب
12. میمونہ خاتون صوفیہ صاحبہ اہلیہ مولوی غلام محمد صاحب
13. سائرہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے
14. بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم ماسٹر شیخ عبد الرحمٰن صاحب

مسجد برلن کے لئے چندہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تاثیر قدسی سے احمدی مستورات میں جو انقلاب پیدا کیا۔ اُن میں مالی قربانیوں کا ذکر بھی بڑی کثرت سے ملتا ہے۔ 2فروری 1923ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہا نے مسجد برلن جرمنی کی تعمیر کے لیے خواتین کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ جس پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مستورات نے حیرت انگیز اخلاص اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے لیے حضورؓ نے 50ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک نے احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص و قربانی اور فدائیت اور للّٰہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 116-118)

اس قربانی کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل کے ایک مضمون میں کچھ یوں فرمایا:

مجھے مسجد برلن کے چندہ کے متعلق اعلان کیے ابھی ایک ماہ نہیں گزرا کہ ہماری بہنوں کے اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور بے نظیر ایثار کے سبب سے چندہ کی رقم بیس ہزار سے اوپر نکل چکی ہے ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے اور درحقیقت ہمارے پاس ایمان اور محبت باللہ و محبت بالرسل ...کے متاع کے سوا کہ وہی حقیقی متاع ہے اور کوئی دنیوی متاع اور سامان نہیں ہے۔

(الفضل قادیان یکم مارچ 1923ء صفحہ 1)

آج اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تربیت، رہنمائی اور دعاؤں سے لجنہ اماء اللہ عالمگیر کی کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔

پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میرا پیغام یہ ہے کہ آپ احمدی مستورات ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے زمانے کے امام کو مانا اور آپؑ کے بعد خلافت احمدیہ سے وابستہ ہو کر اس کی برکات سے متمتع ہو رہی ہیں۔ آپ نے خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں اسلامی تعلیمات سے سب دنیا کو روشناس کروانا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ اور آپ کی اولاد ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو تا کہ آپ اپنے قول وفعل دونوں سے اسلامی تعلیمات کا پرچار کرسکیں۔

عورتوں کے بارے میں ہمارے پیارے دین کی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم پردہ ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ اسلام عورت کی عزت اور احترام کا اور حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو پردہ پہنایا جاتا ہے یا حجاب کا کہا جاتا ہے۔ بلکہ عورت کو اس کی انفرادیت قائم کرنے اور مقام دلوانے کے لیے یہ سب کوشش ہے۔ اس کے برعکس اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے

بقیہ صفحہ 13 پر

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیاں

(ممبرات لجنہ کے ایمان و ایقان کو بڑھانے اور ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کی تصدیق کے لئے ایک خصوصی تحریر)

قرب الٰہی کے لئے صدق و وفا کے ساتھ کوئی سختی برداشت کرنا قربانی کہلاتا ہے۔عربی میں قربانی کے لئے نسك، نسیکہ کا لفظ ہے جس کا مطلب فرمانبرداری اور بندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ الٰہی جماعتوں کو ثبات قدم اور ترقیات عطا فرمانے کے لئے ان کو آزمائشوں اور امتحانات میں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں دینے کی توفیق اللہ کے پیارے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ کو ملی۔قرآن گواہ ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾

(الانعام:163)

مخالفین کو کہہ دے کہ میں جان کو دوست نہیں رکھتا۔میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا خدا کے لئے ہے وہی حقدار خدا جس نے ہر یک چیز کو پیدا کیا ہے۔

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 330)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے آقا و مطاع اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

’’ہمارے ہادیٔ اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسولؐ کے لئے کیا کیا جاں نثاریاں کیں، جلاوطن ہوئے۔ظلم اٹھائے، طرح طرح کے مصائب برداشت کئے جانیں دیں لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے پس وہ کیا بات تھی جس نے انہیں ایسا جاں نثار بنا دیا۔ وہ سچی محبت الٰہی کا جوش تھا۔جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی، اس لئے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کرلیا جائے، آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرا دینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہا دینا اس کی نظیر کہیں نہیں ملے سکے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 27)

قربانیوں میں صحابیات رسولؐ بھی پیش پیش تھیں۔ اس مضمون میں چالیس سال سے بڑی عمر کی صحابیات کی قربانیوں کا ذکر ہوگا۔

اپنے آباء اجداد کا مذہب چھوڑ کر رضائے الٰہی کی خاطر دین اسلام میں شامل ہونا جبکہ آنکھوں کے سامنے کفار مکہ کے مظالم بھی تھے بجائے خود ایک بہت بڑی قربانی ہے جس کی ذیل میں ایک ایک صحابیہ کا نام لکھا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ میں شامل ہونے والی ساری صحابیات جن کو صرف لقائے الٰہی کی خاطر وطن اور گھر بار کو خیر باد کہنا پڑا ابھی اس میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے آمین۔

سب سے پہلے اپنی محترم ماں کا ذکر ہے جن کو ہر قسم کی قربانی میں اولیت کا مقام حاصل ہے۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ

چالیس سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں پایا ہوا سارا سرمایہ جسے خود محنت کرکے بڑھایا تھا نبی کریم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا کیونکہ آپ کے دل نے حق الیقین کے ساتھ یہ گواہی دی تھی کہ میرا ساتھی قابل اعتماد اور مخلص ہے۔ یہ بہت بڑی قربانی تھی۔ اس سرمائے نے اسلام کی مضبوطی میں کردار ادا کیا۔ دنیا نے آنحضور ﷺ کے حسین کردار کا یہ رخ دیکھا کہ آپؐ کو دولت کی کوئی لالچ نہیں اور وہ غربا و مساکین کے ہمدرد ہیں۔ غلاموں کو آزاد کرنے سے آپؐ کے انسانی حقوق کی پاسداری کا جذبہ عیاں ہوا۔ ایک خاتون کی قربانی بہت رنگ لائی جس کی تصدیق خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی آپؐ کا ایک قول شاہد ہے فرمایا: خدیجہؓ نے اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی جب باقی لوگوں کو اس کی توفیق نہیں ملی۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 118)

آنحضور ﷺ کو آپؓ کے غلام زید بن حارثؓ کی خدمات پسند آئیں۔ آپؓ نے فوراً زید کو آپؐ کی خدمت میں دے دیا اور حضورؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 110)

اپنے شوہر کا عبادت میں شغف دیکھا تو حارج نہیں ہوئیں بلکہ معاون ہوکر دل وجان سے خدمت میں لگ گئیں۔ غار حرا کی تنہائی میں عبادت کے زمانے میں آپؓ کم و بیش پچپن سال کی ہوں گی۔خود آپؐ کے لئے کھانا تیار کر کے دیتیں اور کبھی زیادہ دن ہوجاتے تو خود کھانا لے کر غار حرا میں جاتیں، غار حرا کے سنگلاخ رستے اور بلندی کو ذہن میں رکھ کر اس عظیم خاتون کی قربانی کا اندازہ لگایئے۔ یہ اتنا بڑا کام تھا کہ خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے بھی تحسین کا پیغام آیا۔حضرت جبرائیل تشریف لائے اور فرمایا:

’’یا رسول اللہ ﷺ ! یہ حضرت خدیجہؓ ایک برتن لئے آرہی ہیں جس میں سالن کھانا یا پینے کی کوئی چیز ہے جب یہ آپ کے پاس آجائیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہئے اور جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دیجئے جس میں کوئی شور وشغب یا تھکان نہ ہوگی۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الفضائل الصحابہ باب فضل خدیجہؓ)

جب آنحضور ﷺ کو منصبِ نبوت عطا ہوا اس وقت دونوں کی رفاقت کو پندرہ سال ہو گئے تھے۔فکری ہم آہنگی دیکھئے کہ اس اولوالعزم خاتون نے تائید کر کے ایسا جملہ کہا جو آپؐ کے اسوہ حسنہ کا آئینہ دار بنا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے جواب دیا: ’’ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپؐ کی جان کو کوئی خوف یا خطرہ لاحق ہو بلکہ آپؐ کو بشارت ہو کہ کوئی عمدہ پیغام آپؐ کے پاس آیا ہے اللہ تعالیٰ کبھی آپؐ کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے اور سچی بات کہتے ہیں۔ آپؐ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ایسے اخلاقِ فاضلہ رکھنے والے انسان کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب بدء الوحی)

آنحضور ﷺ نے آپؓ کے سب سے پہلے ایمان لانے کی تصدیق فرمائی: خدیجہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب باقی لوگوں نے انکار کیا۔ اور جب سب دنیا نے تکذیب کی اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی تھی۔

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 227)

اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت کا زور و شور دیکھیں اور ایک خاتون کی قربانی دیکھیں۔ کہ ہر وار سہا لینے کے عزم کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ آپؓ ذی وجاہت خاتون تھیں جس کی وجہ سے دشمن بھی کچھ نہ کچھ ہاتھ روکنے پر مجبور ہوجاتے کیونکہ وہ حضرت خدیجہؓ سے مرعوب تھے۔

7 نبوی میں قریش نے اسلام کی تباہی کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ محمد ﷺ اور آپ کے خاندان کو شعبِ ابی طالب میں محصور کیا جائے۔ ان محصورین میں محمد ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ بھی شامل تھیں۔ تین سال کا یہ عرصہ مسلسل قربانیوں میں گزرا۔ کھلے آسمان کے تلے بھوک پیاس، موسم کی شدتیں، عزیزوں سے جدائی بہت کچھ سہا۔ مگر رسولِ خداؐ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ کس قدر خوش قسمت خاتون تھیں جن کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

’’واقعہ یہ ہے کہ خدیجہؓ سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتا۔ وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی تھی جب ساری دنیا میرا انکار کر رہی تھی اور اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب ساری دنیا مجھے جھٹلا رہی تھی اور اس وقت اس نے اپنے مال کے ساتھ میری ہمدردی اور خیر خواہی کی جب تمام لوگ مجھے چھوڑ چکے تھے۔ اے عائشہ میں کیا کروں خدیجہؓ کی محبت تو مجھے پلا دی گئی ہے اور میرے دل میں بٹھا دی گئی ہے۔‘‘

(مسلم کتاب الفضائل باب فضل خدیجہؓ)

پچیس سال آپؐ کی سکینت کا سامان بننے والی اس دنیا سے رخصت ہوئی تو آپؐ نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا اور زندگی بھر یاد کرتے رہے۔

ام المؤمنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ

حضرت سودہؓ کا ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں شمار تھا۔ہجرت حبشہ میں شامل تھیں۔ دین کی خاطر وطن چھوڑنے کی قربانی کی سعادت نصیب ہوئی۔شوہر کا حبشہ میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔ آپؓ پچاس سال کی تھیں اور پانچ چھ بچوں کی ماں تھیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شادی کا پیغام ملا تو عرض کیا مجھے نکاح میں کوئی روک نہیں کیونکہ آپؐ مجھے سب دنیا سے زیادہ عزیز ہیں مگر مجھے آپؐ کا احترام پیش نظر ہے کہ کہیں بچوں کی وجہ سے حضورؐ کو تکلیف نہ ہو۔ آپؐ کی طرف سے بڑا حوصلہ افزا جواب ملا فرمایا اس کے علاوہ تو کوئی بات نہیں۔قریش کی نیک عورتیں بچوں کی کم سنی میں نہایت شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و متاع کا خیال رکھنے والی ہوتی ہیں۔ یہ حسن ظنی دعا بن کر لگی اور آپؓ نے واقعی اپنے بچوں کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے چار بیٹیوں کی ذمہ داری باحسن ادا کی۔ گھر کو خوبی سے سنبھالا۔ اس شادی کے تین سال بعد رسول اللہ ﷺ نے متعدد شادیاں کیں لیکن آپؓ نے تدبر سے کام لیا اور اچھے سلوک سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس طرح جذبات کی قربانی دے کر گھر کا سکون بحال رکھا۔ ایک اور بہت بڑی قربانی دیکھئے آخری عمر میں اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا۔ اس میں آنحضورؐ کی سہولت اور خوشنودی منظور تھی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

قریباً 12 سال کی عمر میں سن دو ہجری کو شادی ہوئی 8سال عرصہ

رفاقت میسر آیا۔ 65 سال کی عمر میں 17رمضان 58 ہجری کو وفات پائی۔ آنحضور ﷺ سے جو تعلیم و تربیت حاصل کی اس کا حق ادا کیا۔ اپنی ساری عمر دوسروں کی درس و تدریس اصلاح و تربیت میں گزار ادی۔ دنیا اور اس کی مال و دولت سے بے رغبتی اور مالی قربانی کی کئی مثالیں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ایک دفعہ آپ کو دو تھیلے اشرفیوں کے بھجوائے جن میں ایک لاکھ اسّی ہزار درہم تھے۔حضرت عائشہؓ اس دن روزے سے تھیں۔ آپ ان کو تقسیم کرنے بیٹھ گئیں اور اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ اٹھیں جب تک سارے درہم تقسیم نہیں ہو گئے۔ افطاری کے وقت آپ کی لونڈی کہنے لگیں ام المؤمنین! ایک درہم اپنے لئے بھی رکھ لیتیں اس سے گوشت خرید کر افطاری کرلیتیں۔فرمانے لگیں تم یاد دلا دیتیں تو رکھ بھی لیتے گویا انہیں اپنی ضرورتوں کا بھی خیال نہیں تھا اور سب کچھ خدا کی راہ میں لُٹا دیتی تھیں۔

(طبقات الکبریٰ جلد 8صفحہ 67)

حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دفعہ ایک لاکھ درہم کا ہار آپ کی خدمت میں بھجوایا۔ آپؓ نے اسے قبول تو کرلیا لیکن تمام ازواج میں برابر کا تقسیم کر دیا۔

(مستدرک حاکم جلد 4صفحہ 15)

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ

آپؓ شادی کے وقت 36سال کی تھیں۔ 5ہجری میں نکاح ہوا تھا۔ 5 سال عرصہ رفاقت نصیب ہوا۔ 52سال کی عمر میں 20 ہجری میں وفات پائی۔ آنحضور ﷺ سے ملنے والی تعلیم و تربیت کا اثر نمایاں تھا۔ فراخ دلی اور زر و مال سے بے رغبتی کی کئی مثالیں ہیں۔حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں جب اموال غنیمت آئے تو انہوں نے حضرت زینب بنت جحشؓ کی خدمت میں ان کا حصہ بھجوایا۔ وہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ سمجھیں کہ ساری ازواج کا حصہ تقسیم کرنے کے لئے میرے پاس بھجوایا ہے۔ بڑی سادگی سے فرمانے لگیں کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ کو بخشش عطا فرمائے ساری بیویوں کا مال تقسیم کے لئے مجھے بھجوانے سے بہتر تھا کہ وہ کسی اور بیوی کو بھجواتے جو زیادہ بہتر رنگ میں اسے تقسیم کرتیں۔ جب بتایا گیا کہ یہ تو صرف آپؓ کے لئے ہے تو فرمایا کہ سبحان اللہ، اتنا زیادہ مال میرے لئے بھجوا دیا ہے۔ پھر آپؓ نے اسے کھولنا بھی پسند نہ فرمایا اور سب درہم و دینار گھر کے کسی کونے میں رکھوا کر اوپر کپڑا ڈال دیا۔ جو خادمہ مال لے کر آئی تھی ان سے فرمایا کہ اس میں ہاتھ ڈال کر جتنا ہاتھ میں آتا ہے لے لو پھر وہ بعض ایسے مستحقین کو بھجوایا جو یتیم بچے تھے اور ان سے آپؓ کا رحمی رشتہ تھا۔ پھر مسلسل ایک کے بعد دوسرے گھر بھجواتی رہیں یہاں تک کہ جب تھوڑا سا بچ گیا تو تقسیم کرنے والی خاتون برزہ بنت رافع نے کہا:

’’اے ام المؤمنین! اب تو بہت تھوڑا سا بچ گیا ہے۔ اس مال میں آپ کا بھی حق ہے اور آپ نے تو سارے کا سارا تقسیم کر دیا۔‘‘

اس پر آپؓ فرمانے لگیں کہ اچھا جو باقی رہ گیا ہے وہ سارا تمہارا ہے۔ برزہ کہتی ہیں کہ میں نے اسے شمار کیا تو صرف پچاسی درہم باقی بچے تھے وہ بھی حضرت زینبؓ نے مجھے عطا کر دئے۔

(طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد 3صفحہ 301)

پھر حضرت زینبؓ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہنے لگیں کہ اے اللہ! اس سال کے بعد میں یہ مال لینا نہیں چاہتی گویا انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ اتنا مال ان کے گھر میں آئے اور پھر اس سے اگلے ہی سال حضرت زینبؓ کی وفات ہوگئی اور وہ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔

(ازواج النبیؐ لامام محمد بن یوسف صفحہ 189بیروت)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ

مکہ کے سردار ابو سفیان کی بیٹی تھیں ساتھ ہجری میں 18سال کی عمر میں نکاح ہوا۔ 60سال عمر پائی۔ 3سال رفاقت نصیب ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے کرامؓ سے محبت و ادب اور وفا کا تعلق قائم رکھا۔حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو سب سے پہلے حضرت امّ حبیبہؓ پانی مہیا کرنے کی غرض سے حضرت عثمانؓ کے گھر آئیں۔ جب آپؓ ان کے دروازے تک پہنچیں تو باغیوں نے آپؓ کو روکنا چاہا۔بعض نے کہا بھی کہ یہ امّ المومنین اُمّ حبیبہؓ ہیں مگر اس پر بھی وہ شورش پسند باغی باز نہ آئے اور آپؓ کی خچر کو مارنا شروع کر دیا۔ آپؓ نے خلیفۂ وقت کے پاس جانے کے لئے یہ معقول وجہ بھی بیان فرمائی کہ مجھے خدشہ ہے کہ بنو امیہ کے یتامیٰ اور بیوگان کی وصایا جو حضرت عثمانؓ کے پاس ہیں ضائع نہ ہو جائیں تا کہ ان کی حفاظت کا سامان کر دوں مگر ان بدبختوں نے آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ کی بات ماننے کی بجائے نہایت بے ادبی سے آپؓ کی خچر پر حملہ کر کے اس کے پالان کے رسّے کاٹ دیئے اور زین الٹ گئی۔قریب تھا کہ آپؓ گر کر مفسدوں کے پیروں کے نیچے روندی جاتیں اور شہید ہو جاتیں کہ بعض مخلصین اہل مدینہ نے جو قریب تھے جھپٹ کر انہیں سنبھالا اور گھر پہنچایا۔

(خلاصہ از اہل بیت رسول اللہ حافظ مظفر احمد صفحہ 180)

حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب

نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ اور قریباً آپؐ کی ہم عمر تھیں۔ بہت بہادر اور دلیر خاتون تھیں۔ اکثر جنگوں میں شریک ہوئیں زخمیوں کی مرہم پٹی، پانی پلانا تو دستور تھا ضرورت پڑی تو تلوار بھی اٹھالی۔غزوۂ احد میں جنگ کا رخ بدل گیا۔مسلمان منتشر ہونے لگے۔ آپؓ نیزہ لے کر باہر کھڑی ہوگئیں اور مسلمانوں کو غیرت دلا کر واپس جانے پر مجبور کیا۔جس کے نتیجے میں مسلمان واپس آگئے اور آپؐ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔

حضور ﷺ کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ ﷺ نے ان کے فرزند زبیرؓ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے نرغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔

اسی طرح جب جنگ احد میں حضور ﷺ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور ﷺ نے زبیر کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج وغم میں ڈوب جائیں گی۔ مگر صفیہ پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور ﷺ سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1صفحہ 452مسند زبیر بن العوام روایت 1418)

غزوۂ احزاب کے وقت آپؓ کی عمر قریباً 58 برس تھی۔ مگر حوصلے جوان تھے۔ بہادری کے جوہر دکھائے۔ جنگ کے موقع پر خواتین اور بچوں کو حفاظت کی غرض سے ایک قلعہ میں بند کر دیا گیا تھا۔ آپؓ بھی قلعہ میں تھیں۔ آپؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی جاسوس قلعہ کی معلومات لے رہا ہے۔خطرہ محسوس کر کے یہ سوچا کہ اس کو یہاں سے واپس نہ جانے دیا جائے چنانچہ آپؓ نے خیمہ کی ایک لکڑی اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر قلعے سے باہر پھینک دیا۔ یہودی سمجھے کہ قلعے میں بھی فوج ہے اور وہ دم دبا کر بھاگ نکلے۔ اس طرح ایک خاتون کی بہادری سے مسلمان بہت بڑے نقصان سے بچ گئے۔

حضرت سمیہ بنت خباط۔ ام عمارؓ

’’عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سُمیّہ کو بنی مخزوم جن کی غلامی میں سُمیّہ کسی وقت رہ چکی تھیں اتنی تکالیف دیتے تھے کہ ان کا حال پڑھ کر بدن میں لرزہ پڑنے لگتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان فدایانِ اسلام کی جماعت کسی جسمانی عذاب میں مبتلا تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرف آ نکلے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا اور دردمند لہجے میں فرمایا۔ صَبۡرًا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوۡعِدَکُمُ الۡجَنَّۃُ۔یعنی اے آل یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلہ میں تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ آخر یاسرؓ تو اسی عذاب کی حالت میں شہید ہو گئے اور بوڑھی سُمیّہ کی ران میں ظالم ابوجہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ ان کے جسم کو کاٹتا ہوا ان کی شرمگاہ تک جا نکلا اور اس بے گناہ خاتون نے اسی جگہ تڑپتے ہوئے جان دے دی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 141)

حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ

حضرت اسماءؓ ہجرت کے وقت ستائیس سال کی تھیں۔ آپؓ کا اسلام لانے والوں میں اٹھارواں نمبر تھا۔قریبا سَو سال زندگی پائی، اس طرح دور جاہلیت بھی دیکھا اور اسلام کا آغاز بھی دیکھا۔ زمانہ نبوت اور خلافت راشدہ بھی آنکھوں کے آگے گزرا اور پھر اپنے بیٹے کا دَور اور شہادت بھی دیکھی۔ آپؓ سادہ مزاج کی تھیں۔ زندگی کے آخری دور میں ان کے بیٹے منذر عراق کی فتح کے بعد لڑائی سے لوٹے تو مالِ غنیمت میں کچھ قیمتی زنانہ کپڑے بھی لائے اور انہیں اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؓ نے قیمتی کپڑے لینے سے انکار کر دیا۔ اور حسب معمول موٹے کپڑے ہی پہنتی رہیں۔ صابرہ و شاکرہ تھیں۔عزم و استقلال اور جرأت اسلامی سے زندگی گزاری اور دوسروں کے لئے مثال بنیں۔

حضرت ام جمیل فاطمہؓ بنت خطابؓ

حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں اٹھائیسواں نمبر تھا۔ (صحیح عمر کا اندازہ نہیں ہوسکا) ان کی قربانی سے حضرت عمرؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں: ’’حضرت عمرؓ اسلام کی برابر سختی سے مخالفت کرتے رہے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس مذہب کے بانی کا ہی کام تمام کر دیا جائے اور اس خیال کے آتے ہی انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور رسول کریم ﷺ کے قتل کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں کسی نے پوچھا کہ عمرؓ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد (ﷺ) کو مارنے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے ہنس کر کہا اپنے گھر کی تو پہلے خبر لو۔تمہاری بہن اور بہنوئی تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔حضرت عمرؓ نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ اس شخص نے کہا تم خود جا کر دیکھ لو۔حضرت عمرؓ وہاں گئے۔ دروازہ بند تھا اور اندر ایک صحابیؓ قرآن کریم پڑھا رہے تھے۔ آپ نے دستک دی۔ اندر سے آپؓ کے بہنوئی کی آواز آئی۔ کون ہے؟ حضرت عمرؓ

نے جواب دیا عمر۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت عمرؓ آئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ آپ اسلام کے شدید مخالف ہیں تو انہوں نے صحابیؓ کو جو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہیں چھپا دیا۔ اسی طرح قرآن کریم کے اَوراق بھی کسی کونہ میں چھپا کر رکھ دیئے اور پھر دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ چونکہ یہ سن کر آئے تھے کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے آتے ہی دریافت کیا کہ دروازہ کھولنے میں دیر کیوں کی ہے؟ آپ کے بہنوئی نے جواب دیا آخر دیر لگ ہی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ بات نہیں۔ کوئی خاص امر دروازہ کھولنے میں روک بنا ہے۔ مجھے آواز آرہی تھی کہ تم اس صابی کی باتیں سن رہے تھے۔ (مشرکین مکہ رسول کریم ﷺ کو صابی کہا کرتے تھے) انہوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور وہ اپنے بہنوئی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے۔ آپ کی بہن اپنے خاوند کی محبت کی وجہ سے درمیان میں آگئیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ ہاتھ اٹھا چکے تھے اور ان کی بہن اچانک درمیان میں آگئیں وہ اپنا ہاتھ روک نہ سکے اور ان کا ہاتھ زور سے ان کی ناک پر لگا اس سے خون بہنے لگا۔ حضرت عمرؓ جذباتی آدمی تھے یہ دیکھ کر کہ انہوں نے عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے جو عرب کے طریق کے خلاف تھا اور پھر بہن پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بات ٹلانے کیلئے کہا اچھا مجھے بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے سمجھ لیا کہ عمرؓ کے اندر نرمی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جاؤ تمہارے جیسے انسان کے ہاتھ میں میں وہ پاک چیز دینے کیلئے تیار نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں کیا کروں؟ بہن نے کہا وہ سامنے پانی ہے نہا کر آؤ تب وہ چیز تمہارے ہاتھ میں دی جاسکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نہائے اور واپس آئے۔ بہن نے قرآن کریم کے اَوراق جو وہ سن رہے تھے آپ کے ہاتھ میں دیئے چونکہ حضرت عمرؓ کے اندر ایک تغیر پیدا ہو چکا تھا اس لئے قرآنی آیات پڑھتے ہی ان کے اندر رقت پیدا ہوئی اور جب وہ آیات ختم کر چکے تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یہ الفاظ سن کر وہ صحابیؓ بھی باہر نکل آئے جو حضرت عمرؓ سے ڈر کر چھپ گئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کہاں مقیم ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مخالفت کی وجہ سے گھر بدلتے رہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آج کل آپؐ دارِ ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اسی حالت میں جب کہ ننگی تلوار انہوں نے لٹکائی ہوئی تھی اس گھر کی طرف چل پڑے۔ بہن کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ بُری نیت سے نہ جا رہے ہوں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کہا خدا کی قسم! میں تمہیں اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک تم مجھے اطمینان نہ دلا دو کہ تم کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ میں کوئی فساد نہیں کرونگا۔ حضرت عمرؓ وہاں پہنچے اور دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ دینی درس ہو رہا تھا۔ کسی صحابیؓ نے پوچھا کون؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا عمر! صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! دروازہ نہیں کھولنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی فساد کرے۔ حضرت حمزہؓ نئے نئے ایمان لائے ہوئے تھے وہ سپاہیانہ طرز کے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھول دو۔ میں دیکھوں گا وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! تم کب تک میری مخالفت میں بڑھتے چلے جاؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میں مخالفت کیلئے نہیں آیا۔ میں تو آپؐ کا غلام بننے کیلئے آیا ہوں۔ وہ عمرؓ جو ایک گھنٹہ پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کیلئے گھر سے نکلے تھے ایک آن میں اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔ حضرت عمرؓ مکہ کے رئیسوں میں سے نہیں تھے لیکن بہادری کی وجہ سے نوجوانوں پر آپ کا اچھا اثر تھا۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو صحابہؓ نے جوش میں آ کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 141-143)

حضرت فاطمہؓ نے طویل عُمر پائی۔ اُن کا انتقال اپنے بھائی، امیرالمومنین حضرت عُمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں ہوا اور جنّت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت ام الفضل لبابة الکبریٰؓ

آنحضور ﷺ کی چچی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں۔ اسلام لانے والی دوسری خاتون کا اعزاز حاصل ہے۔ شعب ابی طالب کے محصورین میں شامل تھیں۔ اسی زمانے میں ان کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی۔ دلیر عورت تھیں ایک موقع پر ابو لہب کو ظلم کرتے دیکھا تو لکڑی مار کر اس کا سر پھاڑ دیا۔ اولاد کی بہترین تربیت فرمائی۔ سب نے علم وفضل میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

حضرت ام شریک دوسیہؓ

آپؓ ایمان لائیں تو ان کے اقارب نے ان کو ایذا دینی شروع کی اور اس کے لیے یہ طریق ایجاد کیا کہ انہیں دھوپ میں کھڑا کر دیتے اور اس سخت گرمی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی بالکل نہ دیتے تھے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے حواس مختل ہو جاتے۔ ایسی حالت میں ان سے کہتے کہ اسلام چھوڑ دو۔ مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا۔ سمجھانے کے لیے وہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے تو وہ سمجھ جاتیں کہ توحید کا انکار کرانا چاہتے ہیں۔ مگر آپ جواب دیتیں کہ یہ ہرگز نہ ہو گا۔

حضرت خنسا بنت عمروؓ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدان جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہا کہ پیارے بیٹو! تم نے اسلام کسی جبر کی وجہ سے اختیار نہیں کیا اس لیے اس کی خاطر قربانی کرنا تمہارا فرض ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ تمہارے باپ سے کبھی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور اس میں جو آیا وہ ایک نہ ایک دن مرے گا۔ لیکن خوش بخت ہے وہ انسان جسے خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کا موقع ملے۔ اس لیے صبح اٹھ کر لڑنے کے لیے میدان میں نکلو اور آخر وقت تک لڑو۔ کامیاب ہو کر واپس آؤ۔ نہیں تو شہادت کا مرتبہ حاصل کرو۔ سعادت مند بیٹوں نے بوڑھی ماں کی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنا اور لڑائی شروع ہوئی تو ایک ساتھ گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں اور نہایت جوش کے ساتھ رجز پڑھتے ہوئے کفار پر ٹوٹ پڑے اور چاروں نے شہادت کا درجہ پایا۔ دلاور ماں نے جب بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو ان کو قربانی کا یہ موقع ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 560)

حضرت ام حرام بنت ملحانؓ

آپؓ آنحضورؐ کی عزیزہ تھیں۔ ایک دفعہ آنحضور ﷺ قبا کی بستی میں ان کے ہاں آرام فرما رہے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے آمادۂ سفر ہیں۔ خواب سن کر آپؓ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ دعا کریں کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو۔“

آپؐ نے دعا کر کے فرمایا: ”تم اس جماعت میں شامل ہو“

اس عظیم خاتون کے شوقِ شہادت کے بارے میں آنحضورؐ کا فرمان عہد عثمانی میں پورا ہوا۔ 28 ہجری میں حاکم شام امیر معاویہ نے امیر المؤمنین کی اجازت سے جزیرہ قبرص کی فتح کے لئے بحری بیڑہ روانہ کیا حضرت ام حرامؓ بھی اپنے شوہر عبادہ بن صامتؓ کے ہمراہ اس لشکر میں شامل ہوئیں۔ مسلمان کامیاب ہوئے قبرص فتح ہوا۔ واپسی کے لئے گھوڑے پر سوار ہونے لگیں تو گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئیں اور جانبر نہ ہوسکیں۔ پہلی بحری جنگ میں شہادت کا درجہ ملا۔ قبرص میں مدفون ہیں۔

حضرت ام عمارہؓ

آپؓ کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ مدینہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ آپؓ مدینہ کے اس وفد میں شامل تھیں جس نے 13 نبوت میں مکہ کی گھاٹی میں آنحضور ﷺ کی بیعت کی تھی اور آپؐ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ آنحضور ﷺ کی ہجرت کے وقت آپؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو آپؓ استقبال کرنے والوں میں شامل تھیں۔ ہجرت کے تیسرے سال لشکر کفار کی آمد کی خبر کے ساتھ جنگی تیاریاں شروع ہوئیں تو حضرت ام عمارہؓ نے جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کے لئے ساتھ جانے کی درخواست کی جو منظور ہوگئی۔ آپؓ اپنے شوہر اور دو بیٹوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئیں۔ زخمیوں کو پانی پلاتے ہوئی جب آپؓ نے آنحضور ﷺ کو خطرے میں پایا تو مشکیزہ پھینک کر تلوار اٹھائی اور حضور ﷺ کے قریب پہنچ کر دفاع شروع کیا۔

کفار آپؐ کو گزند پہنچانے کے لیے نہایت بے جگری کے ساتھ حملہ پر حملہ کر رہے تھے۔ آپ کے گرد بہت تھوڑے لوگ رہ گئے تھے۔ جو آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ ایسے نازک اور خطرناک موقع پر یہ جری خاتون آپؐ کے لیے سینہ سپر تھیں۔ کفار جب آنحضرت ﷺ پر حملہ کرتے تو وہ تیر اور تلوار کے ساتھ ان کو روکتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ میں غزوہ احد میں ام عمارہ کو برابر اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ابن قمیہ جب آنحضرت ﷺ کے عین قریب پہنچ گیا تو اسی بہادر خاتون نے اسے روکا۔ اس کمبخت نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس جانباز خاتون کا کندھا زخمی ہوا۔ اور اس قدر گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا۔ مگر کیا مجال کہ قدم پیچھے ہٹا ہو بلکہ آگے بڑھ کر اس پر خود تلوار سے حملہ آور ہوئیں اور ایسے جوش کے ساتھ اس پر وار کیا کہ اگر وہ دوہری زرہ نہ پہنے ہوئے ہوتا تو قتل ہو جاتا۔

(سیرت ابن ہشام ذکر احد)

بزرگ صحابیات کے واقعات پڑھ کر دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ محض رضائے الٰہی کے لئے ہمیں بھی جان، مال، وقت، اولاد اور عزت کی قربانی کی توفیق ملے۔ جیسے آج ہم ان کی قربانی کے واقعات پڑھ کر رشک کر رہے ہیں آئندہ نسلیں ہمیں دعائیں دیں۔ آمین اَللّٰھم آمین۔

امتہ الشافی رومی۔ جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ بھارت

ممبرات لجنہ بھارت کی قربانیاں اور خلافت سے وابستگی

جس طرح قادیان دارالامان کو یہ فخر حاصل ہے کہ امام الزماں حضرت مسیح ومہدی موعود علیہ السلام کا ظہور اس مبارک بستی میں ہوا اسی طرح لجنہ اماءاللہ بھارت کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس مبارک تنظیم کی ابتداء قادیان دارالامان سے ہوئی۔

25دسمبر 1922ء کا دن نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہی وہ دن ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لجنہ اماء اللہ جیسی عالمگیر تنظیم کی بنیاد رکھی۔ آپؓ نے عورتوں کی تعلیم و تربیت، فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور بچوں کی اعلیٰ تربیت جیسے اہم مقاصد پر مبنی ایک مضمون میں 17 نکات تحریر فرمائے اور اس سے اتفاق رکھنے والی خواتین کو مل کر کام کرنے کی دعوت دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق 25 دسمبر 1922ء کو اس تحریر پر دستخط کرنے والی خواتین حضرت اماں جانؓ کے گھر جمع ہوئیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا اور اس کے ساتھ ہی لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور خواتین مبارکہ کی قیادت میں یہ قافلہ بڑی تیزی سے سفر پر روانہ ہوا اور ایک منظم تنظیم کی شکل اختیار کر گیا۔حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں احمدی خواتین نے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لئے مساعی شروع کی اور جلد ہی مختلف دینی مہمات میں صفِ اول کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کرلیا۔ اس کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا کہ احمدی عورت اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ تنظیم کے قیام کے ابتدائی ایام کی ایک مثال پیش ہے۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے اپنے اخبار تنظیم امرتسر میں لکھا۔

’’لجنہ اماءاللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئیں ہیں اور اس طرح ہر وہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے۔ اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماءاللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پر جوش ہونگی اور احمدی خواتین اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی...‘‘

(بحوالہ الفضل قادیان 4 جنوری 1927ء صفحہ 13)

خدا تعالیٰ کے فضل سے خلفاء کرام کے ہر دور میں خلافت سے وابستہ ہو کر لجنہ اماءاللہ کا یہ قافلہ ترقی کی جانب بڑھتا رہا ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالیں تو ممبرات لجنہ نے خلیفہ وقت کی طرف سے پیش کردہ ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے ہیں۔

مالی قربانی ایسی قربانی ہے جو اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ممبرات لجنہ بھارت نے خواتین مبارکہ جن میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست ہے کی تربیت اور نمونہ سے فیض یاب ہو کر ہر تحریک میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔

مسجد مبارک کی توسیع کے لئے حضور علیہ السلام کی تحریک پر حضرت ام المومنینؓ نے اپنا زیور فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کے رات کے کھانے کا کوئی انتظام نہ ہو سکنے پر آپؓ ہی کا ایک زیور فروخت یا رہن رکھ کے کھانے کا سامان لایا گیا۔ اخبار الفضل کے اجرا کے لئے بھی آپؓ نے اپنی ایک ہزار روپیہ مالیت کی زمین چندہ میں دے دی۔ اسی طرح مسجد برلن (جرمنی) کے لئے بھی آپؓ نے اپنی جائیداد فروخت کر کے پانچ صد روپے ادا کر دئے۔

لجنہ کی سب سے پہلی شاندار قربانی

چندہ مسجد برلن (جرمنی)

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد سب سے پہلی مالی تحریک جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے احمدی مستورات کیلئے کی گئی وہ مسجد برلن کی تحریک تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:

’’...۔ یورپ میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم میں عورت جانوروں کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ معلوم ہوگا کہ اس وقت اس شہر میں جو دنیا کا مرکز بن رہا ہے اس میں مسلمان عورتوں نے جرمنی کے نومسلم بھائیوں کیلئے مسجد تیار کروائی ہے تو... کس قدر شرمندہ اور حیران ہونگے...‘‘

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 96)

اس کے لئے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 50 ہزار روپے تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ پہلے دن ہی آٹھ ہزار روپے نقد اور وعدوں کی صورت میں قادیان کی احمدی عورتوں نے وعدہ پیش کیا اور دو ماہ کے تھوڑے سے عرصہ میں 45 ہزار روپے کے وعدے ہوگئے اور 20ہزار روپے کی رقم بھی وصول ہوگئی۔ پھر کیونکہ اخراجات کا زیادہ امکان پیدا ہو گیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مدت بھی بڑھا دی اور ٹارگٹ بڑھا کر 70 ہزار روپے کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتوں نے اس وقت 72 ہزار 700 روپے کے قریب رقم جمع کی۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد سب سے پہلی بڑی مالی تحریک مسجد برلن کے لئے تھی جو بعض وجوہات کی بناء پر تعمیر نہ ہوسکی لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کیا کہ مسجد برلن کے لئے جمع شدہ رقم مسجد لندن کی تعمیر پر لگا دی جائے۔

مسجد فضل لندن

1924ء کا سال تاریخ احمدیت میں اس لئے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال 12 جولائی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کا پیغام پہنچانے کی خاطر انگلستان کا سفر اختیار کیا اور مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھی۔ یہی وہ مسجد ہے جس کی تحریک تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1920ء میں کی تھی۔ مگر اس کی تعمیر کا کام 1924ء میں شروع ہوا۔ بعد ازاں حضور نے فیصلہ فرمایا کہ جو رقم احمدی عورتوں نے مسجد برلن کے لئے جمع کی تھی وہ ادھر منتقل کر دی جائے۔ چونکہ بعض حالات کی وجہ سے مسجد برلن اس وقت تعمیر نہ ہوسکتی تھی۔ اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ جو کام مسجد برلن کے لئے تحریک کے ساتھ شروع ہوا تھا وہ مسجد فضل لندن کی شکل میں اختتام پذیر ہوا۔ جو سارے یورپ اور انگلستان میں پہلی مسجد تھی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے احمدی خواتین کی تصویری داستان ہے۔ جہاں جہاں اس مسجد کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچے گا وہ ساتھ ہی اس زمانے کی خواتین کی قربانیوں کی داستان بھی دہرائے گا اور ہر طرف سے ان پر سلامتی کی بارش ہوگی۔

19 اکتوبر 1924ء کا دن تاریخ لجنہ میں یادگار دن ہے۔جس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔مسجد کی تعمیر قریباً دو سال میں ہوئی اور 3 اکتوبر 1926ء کو شیخ عبد القادر صاحب نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کی توسیع

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کی توسیع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 23دسمبر 1938ء کو ایک تحریک کی کہ ہر کمانے والا دس روپے فی کس کے حساب سے چندہ دے اور جن عورتوں کی کوئی آمدنی نہیں اور بچے بھی صرف ایک پیسہ فی کس چندہ دیں تا کہ جماعت کا کوئی فرد اس ثواب سے محروم نہ رہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے جذبہ قربانی کا یوں تذکرہ فرمایا:

’’جب میں نے اس کے متعلق خطبہ پڑھا تو باوجود یہ کہ میں نے کہہ دیا تھا کہ اس تحریک میں دس روپے سے زیادہ کسی سے نہ لیا جائے گا پھر بھی ایک عورت نے اپنی دو سو روپے کے قریب مالیت کی چوڑیاں اس فنڈ میں داخل کرنے کے لئے مجھے بھیج دی ہیں جو میں نے بزور واپس کیں اور کہا کہ آپ اس میں دس روپے تک ہی دے سکتی ہیں۔‘‘

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 491)

مسجد ہیگ

لجنہ کی تاریخ میں سال 1950ء ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے جس نے احمدی مستورات کو ایک بڑی قربانی کر کے کفرستان میں خدا تعالیٰ کا گھر بنانے کا موقع بہم پہنچایا۔ 12 مئی 1950ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ میں خطبہ جمعہ میں مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ کے لئے مستورات سے چندہ کی تحریک فرمائی۔مستورات کے ذمہ 60 ہزار روپے جمع کرنے کی تحریک ہوئی بعد میں خرچ بڑھ گیا تو اس چندے میں کل 1,75,000 روپے خرچ ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسجد کا نام مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ رکھا۔حضور کے ارشاد پر سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے 20 مئی 1955ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور 9 دسمبر 1955ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ ہالینڈ میں پہلی احمدیہ مسجد تھی۔

14 دسمبر 1951ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ:

’’ہالینڈ کی مسجد کے متعلق عورتوں میں تحریک کی گئی تھی۔ انہوں نے مردوں سے زیادہ قربانی کا ثبوت دیا ہے...۔ اگر اسلامی قانون کو دیکھا جائے تو عورت کی آمد مرد سے آدھی ہونی چاہیئے...۔ پس اگر مردوں نے چالیس ہزار روپیہ دیا تھا تو چاہیئے تھا کہ عورتیں بیس ہزار روپیہ دیتیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ مردوں نے اگر ایک روپیہ چندہ دیا تو عورتوں نے سوا روپے کے قریب دیا ہے...‘‘

(روز نامہ الفضل ربوہ 20 دسمبر 1951ء صفحہ نمبر 5)

بھارت کی لجنات کے ذمہ مسجد ہالینڈ کے لئے مزید پانچ ہزار روپے کی رقم لگائی گئی۔ یہ رقم اکتوبر 1957ء کی مجلس شوریٰ پر لجنات بھارت کے لئے مقرر کی گئی تھی جو دسمبر 1959ء میں تمام لجنات بھارت نے وعدہ کے مطابق پوری کر دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جن عورتوں نے 150 روپیہ مسجد کے لئے دیا ان کے نام مسجد پر کندہ کرانے کے لئے بھجوائے گئے۔

مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک

مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک تیسری مسجد خالصتاً عورتوں کے چندہ سے تعمیر کی گئی۔ 27دسمبر 1964ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے قدرتِ ثانیہ کے دورِ ثانی پر 50سال گزرنے پر بطور نذرانہ ڈنمارک کے دارالخلافہ کوپن ہیگن میں ایک مسجد کی تعمیر کی پیش کش کی۔ 6 مئی 1966ء کو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ جبکہ 21 جولائی 1967ء کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کے لئے صرف خواتین نے چھ لاکھ چھ ہزار چھ سو چھبیس کی رقم جمع کر کے عظیم الشان مالی قربانی کا ثبوت فراہم کیا۔

ماہ فروری 1965ء میں بھارت کی لجنات کو بھی اس مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ جمع کرنے کی تحریک کی گئی۔ یہاں کی خواتین نے بھی اس جوش اور جذبہ کا مظاہرہ کیا اور ایک سال کے اندر نہ صرف اپنا وعدہ پورا کیا بلکہ دوبارہ تحریک کی کہ رقم کم ہوگئی ہے۔ دوسری دفعہ اور پھر تیسری دفعہ بہنوں نے اپنی استطاعت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

تحریک خاص

25 دسمبر 1972ء کو لجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال کا عرصہ مکمل ہونا تھا۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ نے 1968ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کئے جانے کی تحریک کی۔ علاوہ ازیں ایک وسیع دفتر لجنہ تعمیر کیا جائے نیز لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تاریخ لکھی جائے۔ اس تحریک کو ’’تحریک خاص‘‘ کا نام دیا گیا۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے لجنہ عالمگیر کی طرف سے دو لاکھ روپے کا گراں قدر عطیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے یہ رقم جدید پریس میں لگانے کا ارشاد فرمایا تھا تا کہ اس پریس میں ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن مجید چھپتا رہے اور ثواب لجنہ اماء اللہ کو ملتا رہے۔

اس چندہ ’’تحریک خاص‘‘ کے لئے لجنہ اماء اللہ بھارت نے پندرہ ہزار روپے کی رقم کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 31 دسمبر 1972ء تک کل چندہ تحریک خاص 29862 روپے جمع ہوگیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

صد سالہ جوبلی فنڈ

’’صد سالہ جوبلی فنڈ‘‘ کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک عالمگیر منصوبہ کا اعلان فرمایا تا کہ جماعت احمدیہ اپنا سو سالہ جشن شایان شان طریق سے منا سکے۔ حسب معمول اس فنڈ میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی جوش و خروش سے حصہ لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ثبات قدم کے ساتھ مالی قربانیوں کے میدان میں مسابقت کی روح لئے ہوئے رواں دواں ہیں۔

نئے مراکز کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن پہنچنے کے بعد پہلے خطبہ جمعہ 4 مئی 1984ء میں تمام عالم کے احمدیوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کہہ کر پکارا۔ 18 مئی 1984ء حضورؒ نے اشاعت اسلام کے لئے ایک وسیع پروگرام کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ’’ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے ایک بہت بڑے (Complex) کی ضرورت ہے... دو نئے مراکز یورپ کے لئے بنانے کا پروگرام ہے ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں... اس کے لئے اللہ تعالیٰ روپیہ اپنے فضل سے مہیا کرے گا...‘‘

چنانچہ حضورؒ کی اس تحریک پر قادیان کی لجنہ نے ایک مرتبہ پھر والہانہ لبیک کہا۔ محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اپنی رپورٹ میں تحریر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنات اماء اللہ بھارت نے حضور کی آواز پر لَبَّیْكَ کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور زیور و نقدی جس کے پاس جو کچھ تھا پیش کر دیا۔

لجنات اماء اللہ بھارت میں سب سے پہلے لجنہ قادیان کی طرف سے وعدہ جات حضور کی خدمت میں بھجوائے گئے تھے۔ مؤرخہ 28 جولائی 1984ء تک 46913 روپے کے وعدہ جات اور 36864 روپے کی وصولی ہوئی تھی جس کی رپورٹ حضور کو بھجوائی گئی۔ اس پر حضورؒ نے خطبہ جمعہ 10 اگست 1984ء میں لجنہ قادیان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’قادیان کی لجنات کے متعلق مجھے ایک رپورٹ ملی ہے اور اس کا مجھے انتظار تھا۔ کیونکہ جب تحریک جدید کی قربانیوں کا آغاز ہوا تھا تو قادیان کی مستورات کو غیر معمولی قربانی کے مظاہرہ کی توفیق ملی تھی۔ اب تو بہت تھوڑی خواتین وہاں رہ گئی ہیں۔ لیکن جتنی بھی ہیں مجھے انتظار تھا کہ ان کے متعلق بھی اطلاع ملے۔ کیونکہ ان کا حق ہے کہ وہ قربانی کے میدان میں آگے رہیں اور قادیان کا نام جس طرح اس زمانے میں اُونچا کیا تھا آج پھر اسے اونچا کریں۔ تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ وہاں کی رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے۔ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اطلاع دیتی ہیں کہ میں نے قادیان کی لجنہ اور ناصرات کے وعدے نئے مراکز کے لئے حضور کی خدمت میں 16 جولائی کو لکھے تھے۔ حضور کے خطبات نے ایک تڑپ یہاں کی عورتوں میں پیدا کر دی اور محض اللہ کے فضل سے جو کچھ ان کے پاس تھا انہوں نے پیش کر دیا ہے۔ لیکن پیاس ہے کہ ابھی نہیں بجھی اتنی شدید تڑپ ابھی ہے کہ اور ہو تو خدا کے کاموں کے لئے اور بھی پیش کر دیں...‘‘

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہندوستان تشریف لائے اور صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا۔

’’... خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہندوستان کی لجنات میں سے سب کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن قادیان کی لجنہ کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ مالی قربانی میں یہ بے مثل نمونے دکھانے والی ہیں۔ قادیان کی جماعت ایک بہت غریب جماعت ہے۔ لیکن میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک کی جائے یہاں کی خواتین اور بچیاں ایسے ولولے اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیتی ہیں کہ بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو روک دوں کہ بس کرو۔ تم میں اتنی استطاعت نہیں ہے اور واقعتاً مجھے خوشی کے ساتھ ان کا فکر بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر میں سوچتا ہوں کہ جس کی خاطر انہوں نے قربانیاں کی ہیں وہ جانے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح ان کو بڑھ چڑھ کر عطا کرنا ہے۔ وہی اللہ اپنے فضل کے ساتھ ان کے مستقبل کو دین اور دنیا کی دولتوں سے بھر دے گا۔ ایک موقع پر جب میں نے مراکز کے لئے تحریک کی تو احمدی بچیوں نے جو چھوٹی چھوٹی کجیاں بنا رکھی تھیں۔ عجیب نظارہ تھا کہ گھر گھر میں وہ کجیاں ٹوٹنے لگیں۔ اور دیواروں سے مار مار کے کجیاں توڑ دیں۔ چند پیسے، چند ٹکے جو انہوں نے اپنے لئے بچائے تھے وہ دین کی خاطر پیش کر دئے۔ ہمارا رب بھی کتنا محسن ہے، کتنا عظیم الشان ہے۔ بعض دفعہ بغیر محبت اور ولولے کے کروڑوں بھی اس کے قدموں میں ڈالے جائیں تو وہ رد کر دیتا ہے، ٹھوکر بھی نہیں مارتا ان کی کوئی حیثیت نہیں مگر ایک مخلص ایک غریب پیار و محبت کے ساتھ اپنی جمع شدہ پونجی چند کوڑیاں بھی پیش کرے تو اسے بڑھ کر پیار اور محبت سے قبول کرتا ہے۔ جیسے آپ اپنے محبت کرنے والے اور محبوبوں کے تحفوں کو لیتی اور چومتی ہیں۔ خدا کے بھی چومنے کے کچھ رنگ ہوا کرتے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان معنوں میں خدا نے ان چند کوڑیوں کو ضرور چوما ہوگا...‘‘

(جلسہ سالانہ مستورات قادیان خطاب فرمودہ 27دسمبر 1991ء)

مسجد بیت الفتوح لندن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے برطانیہ جماعت کی ضرورت کے پیش نظر مسجد بیت الفتوح کی تحریک جماعت کے سامنے رکھی۔ چنانچہ حضورؒ نے 19 اکتوبر 1999ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 3 اکتوبر 2003ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ مسجد بیت الفتوح اس وقت برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بیت الفتوح مورڈن کے بارہ میں تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’اب میں آپ کو اس تحریک کے بعد جماعت کے ردعمل کے متعلق بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیسی پیاری جماعت ہے جو مسیح موعودؑ نے ہمارے لئے قائم فرمائی ہے کہ حیرت انگیز طور پر انہوں نے اس تحریک پر لَبَّیْكَ کہا ہے۔ پوری دنیا کی جماعتوں نے جو فوری ردعمل دکھایا ہے اور ابھی بہت سے ایسے وعدہ جات ہیں جو ابھی پہنچے بھی نہیں اور لگتا یہ ہے کہ بہت کثرت سے وعدے آئیں گے اور اصل تحریک سے بہت زیادہ ہو جائیں گے...‘‘

تحریک Renovation مسجد بیت الفتوح

مسجد بیت الفتوح کے رینوویشن کی تحریک پر بھی ممبرات قادیان اور دیگر مجالس لجنہ اماء اللہ بھارت نے بھی بڑھ چڑھ کر وعدہ جات لکھوائے اور بروقت ادائیگی بھی کی۔

صد سالہ خلافت جوبلی

صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر لجنہ اماء للہ بھارت کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقی دنیا کی احمدی خواتین کی طرح مالی قربانی کی توفیق ملی۔ مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ بھارت

بقیہ صفحہ 13 پر

درثمین احمد۔ جرمنی

خواتین مبارکہ کا اسلامی کردار

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ

(آل عمران:111)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔

دنیا میں انسان کی پہچان کے مختلف طریق ہیں جن میں سے دو اہم ہیں کچھ اپنی بات چیت سے پہچانے جاتے ہیں اور کوئی اپنے کردار اور عمل سے اپنی پہچان بناتا ہے۔ بالعموم معاشرہ میں دیکھیں تو بعض لوگوں کو اپنی باتوں سے دوسروں کو قائل کرنے کا فن آتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر لوگ سیرت و کردار اور اپنے اعمال و اخلاق سے معاشرہ میں پہچان بناتے ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے شاعر نے کہا ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مگر ایک کامیاب انسان وہی کہلاتا ہے جو ان دونوں پہلوؤں سے اپنی پہچان اور شناخت کے انمٹ نمونے معاشرے میں قائم کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’اسلامی معاشرہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہے اس لئے اسلام نے عورت کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح مردوں کے حقوق و فرائض کی۔ عورت ہی ہے جس کی گود میں آئندہ نسلیں پروان چڑھتی ہیں اور عورت ہی ہے جو قوموں کے بنانے یا بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے...اگر عورتیں اس ذمہ داری کو سمجھ لیں تو...وہ انقلاب جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی خوبصورت... تعلیم کو دنیا میں پھیلانے... میں ہم تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جب احمدی عورت اپنی ذمہ داری کو سمجھے، اپنے مقام کو سمجھ لے اور اپنے فرائض کو سمجھ لے اور اس کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 22 جولائی 2005ء)

اسی حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ صرف گھر کی معلّمہ کے طور پر نہیں بلکہ باہر کی معلّمہ کے طور پر بھی۔... حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو... بعض اوقات آپؓ نے علوم دین کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپؓ کے پاس دین سیکھنے کے لئے آپؓ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پردہ کی پابندی کے ساتھ آپؓ تمام سائلین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں۔‘‘

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ برموقع جلسہ سالانہ انگلستان 26جولائی 1986ء)

کیسی خوبصورت بات ہے جس میں نہ صرف عورت کے مقام کو اجاگر کیا گیا بلکہ عورت کے علم کے معاملہ میں سبقت لے جانے کی مثال بھی سامنے آتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں

’’پس آج روئے زمین پر صرف احمدی ہیں، آپ ہیں جو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کا مصداق بن کر فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کو قائم کئے ہوئے ہیں، اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 30 نومبر 2012ء صفحہ 6)

یہی وجہ ہے کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے کا مقصد ابتدا ہی سے احمدی مستورات کے پیش نظر ہے اور خاندان مسیح موعودؑ کی خواتین وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کی لازوال قربانیوں اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے نمونوں سے تاریخ احمدیت کے صفحات مزین ہیں۔ سب سے پہلے جس مبارک ہستی کا ذکر کرنا چاہوں گی وہ سیّدہ نصرت جہاں بیگم المعروف حضرت اماں جانؓ ہیں۔ جنہوں نے اپنے کردار اور عمل سے قرون اولیٰ کے دور کی یاد تازہ کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک تصنیف میں حضرت اماں جانؓ کے حوالے سے تحریر فرمایا:

’’خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اِس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

حضرت اماں جانؓ کی قربانیوں کی نظیر نہیں ملتی۔ کوئی موقع ایسا نہیں کہ اسلام کے لیے کسی مالی ضرورت کا سامنا ہو اور آپؓ نے اس میں حصہ نہ لیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے ایک اعلان فرمایا۔ آپ نے ایک اشتہار ’’اپنی جماعت کے خاص گروہ کے لیے‘‘ شائع فرمایا اور ایک سو ایک خدام کو مخاطب فرمایا کہ وہ ایک ایک سو روپیہ اس مقصد کے لیے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خدام کو توفیق دی کہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہیں۔ حضرت اقدسؑ نے مینارے کی تعمیر پر دس ہزار روپے کا تخمینہ لگایا تھا۔ حضرت اماں جانؓ نے اپنی ایک جائیداد واقع دہلی کو فروخت کر کے اس رقم کا 1/10 حصہ ادا کیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 113تا117)

یہ واقعہ حضرت اُمّ المومنینؓ کی قربانی کا بے نظیر نمونہ ہے نیز حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی ہر تحریک اور کام پر اس قدر یقین کامل تھا کہ اس کے لیے اپنے اموال کو خرچ کرنے میں ذرا دریغ نہیں فرماتی تھیں۔

حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ہر لحہ خواتین اور احباب جماعت کی ترقی اور بہبود میں صرف ہوتا۔ مدرسۃ البنات کے لیے آپؓ نے اپنے گھر کا ایک حصہ پیش کر دیا۔ آپؓ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مبلغ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ درپیش ہو، لٹریچر کے لیے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پکارا ہو۔ آپؓ ہر تحریک میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ بعض مواقع پر اپنی جائیداد اور زیورات فروخت کر کے خوشی سے امام وقت اور خلیفہ ٔوقت کے قدموں میں پیش کر دیتیں۔ صرف تحریک جدید کے پہلے نو سال میں آپؓ نے مجموعی طور پر 3142 روپے پیش کیے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم از یعقوب علی عرفانی صفحہ 295-301)

حضرت اماں جانؓ کی مالی قربانیوں کا تذکرہ تاریخ احمدیت میں ان الفاظ میں ہے کہ ’’جماعتی چندوں میں بھی حضرت اماں جانؓ بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتی تھیں اور تبلیغ اسلام کے کام میں ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھ کر چندہ دیتی تھیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 105)

اسی طرح تربیت اولاد و نگہداشت کا اہم کام بھی عورت کے ہی سپرد ہے نپولین کا یہ قول تمام دنیا میں مشہور و معروف ہے کہ ’’تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’...علاوہ اپنی روحانی علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔‘‘

(الازہار لذوات الخمار حصہ اوّل صفحہ 52)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارے میں فرماتے ہیں

’’بچے کی سب سے اعلیٰ تربیت گاہ اس کی ماں ہے... اگر ہماری ساری عورتیں یہ ذمہ داری ادا کرنے والی ہو جائیں بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ’’پچاس فیصد بھی ہو جائیں تو نسلوں کی حفاظت کی وہ ضمانت بن جائیں گی۔‘‘

(ماخوذ از لجنہ اماء اللہ سنجیدگی سے عورتوں کی اصلاح کرے، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 296)

ان کے دین کو سنوارنے والی بن جائیں گی۔ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی بن جائیں گی۔ اسی طرح اپنی اولاد میں اپنی قوم اور ملک کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ماؤں کا کام ہے... ان کے ذہنوں کو مکمل طور پر قوانین کی پابندی کے لئے تیار کرنا ماؤں کا کام ہے۔ برائی اور اچھائی میں تمیز پیدا کروانا ماؤں کا کام ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 21تا27 اکتوبر 2016ء صفحہ 6)

اس پہلو سے بھی جب ہم حضرت امّ المومنینؓ کی سیرت پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں ایک بہترین ماں کا نمونہ ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

استانی سکینۃ النساء بیگم تحریر فرماتی ہیں:

’’... حضرت امّ المومنینؓ اپنے بچوں، بہو، بیٹیوں کی عبادات وغیرہ کے متعلق پوری توجہ سے نگرانی فرماتیں۔ نماز تہجد کا خاص اہتمام فرماتیں اور ہمیشہ خاندان کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی تاکید فرماتی رہتیں۔‘‘

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ حصہ اوّل صفحہ 273-274 مصنف شیخ محمود احمد عرفانی)

یہ نیک نمونے مختلف پہلوؤں سے ہمیں آپ کی بیٹیوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگمؓ کے پردہ کے حوالے سے امتہ الودود صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ ’’آپؓ پردہ کی بڑی سختی کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ آپ بیمار تھیں اور روزانہ ڈاکٹر آپؓ کو دیکھنے آتا تھا۔ لیکن حتی الامکان ڈاکٹروں سے پردہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کسی نے عرض کی کہ ڈاکٹر تو آپ کو روزانہ دیکھنے آتا ہے۔ اور بیماری کی حالت میں اس نے آپ کو دیکھا بھی ہے اس لیے اگر آپ ڈاکٹر سے پردہ نہ کریں تو کیا حرج ہے۔ فرمانے لگیں۔ اللہ کا حکم ہے عورت غیر مرد سے پردہ کرے اس لیے میں

کیوں اللہ کے حکم کی نافرمانی کروں بیماری اور بے ہوشی کی حالت میں پردہ نہ کرسکنا تو ایک مجبوری ہے۔ چنانچہ آپ کا معمول تھا کہ جب ڈاکٹر آتا تو آپ اپنا چہرہ ڈھانپ لیتیں۔ اسی طرح آپ کے پاس جو لڑکیاں آپ کی خدمت کے لیے رہتی تھیں انہیں پردہ کرنے کی تلقین فرماتیں۔ اور چھوٹے ڈوپٹے اوڑھنے سے منع کرتی تھی۔ فرماتیں کہ تم گھر میں بھی بڑی چادر اوڑھا کرو اس میں وقار ہے۔‘‘

(دختِ کرامؓ صفحہ 407-408)

اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے گھر والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی لیکن ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں ہم پر کچھ عنایت ہونی چاہیئے کہ ہم بھی آپؑ کی صحبت سے کچھ فیض حاصل کریں۔ اس سے پہلے حضور علیہ السلام نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کرکے روزانہ تقریر شروع فرمادی جو بطور درس تھی، چند روز بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر بزرگ بھی عورتوں میں درس دیا کریں۔

(ماخوذ از سیرت مہدی، جلد اول، حصہ سوم صفحہ 776-777)

کسی نے کتنی خوبصورت بات کہی ہے کہ

Education is not only education but formation.

کہ تعلیم صرف حصول تعلیم کا نام نہیں بلکہ اپنے کردار وسیرت کو سنوانے اور اس تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا نام ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں لجنہ اماءاللہ کی تنظیم نے خلیفہ وقت کی سرپرستی اور خواتین مبارکہ کی مقدس قیادت میں اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لیے مساعی شروع کی اور مختلف دینی مہمات میں صفِ اوّل کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان اعلیٰ خدمات کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا کہ احمدی عورتیں اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

حضرت ام ناصر صاحبہ کی عظیم الشان قربانی جو تاریخ احمدیت میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اخبار الفضل کا اجرا 18 جون 1913ء کو ہوا۔ آپ خواتین میں علم پھیلانے کی اپنے شوہر کی لگن کو خوب سمجھتی تھیں۔ آپ نے اپنا گھر، اپنی صلاحیت، اپنا وقت سب کچھ وقف کر دیا اور مال تو بہت زیادہ قربان کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنی اس حرم اور اپنی بیٹی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے بے نظیر ایثار اور قربانی کا ذکر اس طرح بیان فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ ...انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا۔‘‘

(یادایام، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعو رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدی مستورات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ ...میں سمجھتا ہوں کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آجائے۔‘‘

(الازھار لذوات الخمار، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مستورات سے خطابات کا مجموعہ صفحہ 410-411)

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’امۃ الحئی اپنی ذات میں بھی نہایت اچھی بیوی تھیں... ان کا علمی مشغلہ، وہ بیماری اور کمزوری میں عورتوں کو پڑھانا، وہ علمی ترقی کا شوق نہایت درجہ تک جاذب قلب تھا۔

... سارہ بیگم کی زندگی کا اگر خلاصہ کیا جائے تو وہ ان تینوں لفظوں میں آجاتا ہے پیدائش پڑھائی اور موت۔ انہوں نے ہوش سنبھالتے ہی پڑھنا شروع کیا اور شادی سے پہلی پڑھائی تو غالباً علم کی خاطر ہوگی لیکن شادی کے بعد ان کی پڑھائی فقط دین کی خدمت کی خاطر تھی.... دوسری عورتیں اپنے نفس یا اپنی قوم کیلئے تعلیم حاصل کرتی ہیں انہوں نے اپنے آخری سالوں میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے، اسلام کی خدمت کیلئے تعلیم حاصل کی۔ اس لئے اس بوجھ کو اٹھایا کہ جماعت کی مستورات کی دینی اور دنیوی ترقی کیلئے مفید ہوسکیں۔ ... اُن کی وفات پر درد صاحب کی ہمشیرہ نے مجھے پیغام بجھوایا کہ بیماری کی حالت میں کہتی تھیں کہ میں نے توسیع مسجد اقصیٰ کے لئے ایک سَو روپیہ چندہ دینے کی نیت کی ہوئی ہے اور اپنا گلوبند بیچ کر اس میں سے اس رقم کو ادا کرنا ہے اگر میں مرگئی تو حضرت صاحب سے کہنا کہ میری طرف سے میرا گلوبند فروخت کرکے سو روپیہ چندہ توسیع مسجد اقصیٰ میں دے دیں۔‘‘

(میری سارہ، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 83-90)

’’1946ء کے الیکشن میں حضرت سیدہ ام داؤدؓ کی نگرانی میں ہنگامی بنیادوں پر خواتین کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا کام ہوا۔ قادیان اور اس کے نواحی دیہات میں خواتین نے نمایاں کام کیا۔‘‘

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل صفحہ 629 ایڈیشن 2009ء)

قربانی وایثار کے باب میں مردوں کے دوش بدوش احمدی مستورات نے بھی کئی اہم سنگ میل نصب کیے ہیں۔ مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ (ہالینڈ) اور مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن (ڈنمارک) کی تعمیر کے تمام تر اخراجات خواتین نے ہی برداشت کیے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حضرت سیّدہ امۃ الحئی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عید کے موقع پر ان راجپوت عورتوں کے لیے دوپٹوں کے تحفے بھیجے جنہوں نے فتنہ ارتداد کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل صفحہ 122-123 ایڈیشن 2009ء)

1927ء میں لجنہ اماء اللہ کو تحریکِ تحفظ ناموسِ رسولؐ میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ آریہ سماجی راجپال نے رنگیلا رسول جیسی اشتعال انگیز کتاب لکھ کر اہل غیرت کو للکارا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پُرزور تحریک چلائی اور خواتین سے اپیل کی کہ وہ چندہ جمع کریں۔ خواتین نے بہت جلد مطلوبہ رقم جمع کی اس کے علاوہ 22 جولائی 1927ء کو حضرت سیّدہ سارہ بیگم حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زیر صدارت ایک جلسہ کر کے نو ریزولیوشنز (RESOLUTIONS) پاس کیں جس کی نقل ہزایکسی لینسی گورنر صاحب پنجاب کو بھی بھیجی گئی۔ یہ ریزولیوشنز خواتین کی بیدارمغزی، بہادری، جرأت اور دلیری کی آئینہ دار ہیں۔

(الفضل قادیان 26/جولائی 1927ء صفحہ 10)

اسی طرح تبلیغ میں بھی خواتین کسی سے پیچھے نہ تھیں۔ 20 فروری 1934ء کے الفضل میں حضرت سیدہ اُمّ طاہرؓ کی جانب سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں آپ تحریر فرماتی ہیں:

’’لجنہ کو خدا کے فضل سے تبلیغی کام کی طرف خاص توجہ ہے اور ممبرات اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغ کا کام کرتی رہتی ہیں۔ سال زیر رپورٹ میں حسبِ دستور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ قادیان میں زیر اہتمام لجنہ منعقد ہوا۔ اور خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ حاضرات کی تعداد جن میں غیر مسلم عورتیں بھی کثرت سے شامل تھیں۔ سات آٹھ سو کے قریب تھی۔ یوم التبلیغ میں بھی لجنہ نے خاص طور پر حصہ لیا۔ ہندو اور سکھ خواتین کے ہاں جانے کے علاوہ اچھوت کہلانے والی قوم کے محلہ میں بھی ممبرات اور دوسری بہنوں نے جاکر انفرادی طور پر تبلیغ کی۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اور کئی غیر احمدی عورتوں نے بیعت کی، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔‘‘

(الفضل قادیان 20 فروری 1934ء صفحہ 5)

ان کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مضمون ’’میری مریم‘‘ کے عنوان سے تحریر کیا جس میں آپؓ بیان کرتے ہیں:

’’مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا مَیں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کرسکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دب جاتی، چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت یا کامیابی کے سوا اِس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مرجائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں کو اِس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ اِنہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے یا سلسلہ کے لئے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہوجاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو، بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو بلکہ بھول جاتی تھیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا... جب سارہ بیگم فوت ہوئیں تو مریم کے کام کی روح اُبھری اور انہوں نے لجنہ کے کام کو خود سنبھالا۔ جماعت کی مستورات اِس امر کی گواہ ہیں کہ انہوں نے باوجود علم کی کمی کے اس کام کو کیسا سنبھالا۔ انہوں نے لجنہ میں جان ڈال دی۔ آج کی لجنہ وہ لجنہ نہیں جو امۃ الحئی مرحومہ یا سارہ بیگم مرحومہ کے زمانہ کی تھی۔ آج وہ ایک منظم جماعت ہے جس میں ترقی کرنے کی بے انتہاء قابلیت موجود ہے۔‘‘

(میری مریم، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 353-354)

حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش تھی کہ وہ اپنی ازواج کو تعلیم دے کر احمدی خواتین کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی خدمت پر لگادیں۔ حضرت سیدہ امۃ الحئیؓ حضرت سیدہ سارہ بیگمؓ اور حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ کے عرصۂ حیات مختصر ہونے کی وجہ سے یہ شوق آپؓ کے بلند عزائم کے مطابق پورا نہ ہوسکا۔ اور یہ سعادت حضرت چھوٹی آپا کے حصے میں آئی اور خوب ہی آئی۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی اور دینی تعلیم و تربیت اس پر مستزاد۔ قرآن کریم اور عربی صرف و نحو سبقاً سبقاً حضورؓ آپ کو پڑھاتے اور امتحان بھی لیتے۔ آپ نے تیزی سے لکھنے پر بہت دفعہ حضورؓ کی خوشنودی حاصل کی۔ تفسیر کے نوٹس لکھنا آپ کی ایک بہت بڑی سعادت تھی۔ حضورؓ نے 1947ء کے بعد بالعموم اپنے خطوط، مضامین اور تقاریر کے نوٹس آپ ہی سے لکھوائے۔

(گلہائے محبت صفحہ 95)

حضرت سیدہ ناصرہ بیگم حضرت مصلح موعودؓ کی سب بقیہ صفحہ 15 پر

صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا کینیڈا

شہداء خواتین کی تاریخ

خدا تعالیٰ نے عورت کا خمیر محبت اور قربانی سے گوندھا ہے۔ وہ جس سے محبت کرتی ہے اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرتی ہے۔ اسلامی تاریخ ایسی عظیم خواتین سے بھری پڑی ہے جنہوں نے توحید کا پرچم بلند رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ راہ حق میں انہوں نے نہ اپنے نفس کی پرواکی نہ اپنے قریبی رشتوں کی،اپنے جذبات و احساسات سب قربان کیے لیکن ان کے پایہ استقلال میں رتی برابر بھی لغزش نہ آئی۔عورت کے لیے اپنی جان سے بھی عزیز تر اپنی اولاد اور اپنے دیگر اقرباء ہوتے ہیں جو عورت اپنی اولاد جیسی عزیز ترین شئے خدا کی راہ میں قربان کرسکتی ہے اسے اپنی جان کی کیا پروا ہو گی۔ بلکہ بقول شاعر

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

احمدی عورت بھی عہد بیعت باندھ کر جب عہد نامہ لجنہ اماء اللہ دہراتی ہے کہ اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہے گی تو کب ایسا ہوا کہ ان قربانیوں کو دینے کا وقت آیا اور اس نے قدم آگے نہ بڑھائے ہوں۔ اس نے نہ اپنی جان گنوانے سے دریغ کیا نہ اپنی اولاد کی قربانی دینے سے اور مال اور وقت کا تو کچھ شمار نہیں۔حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بے شمار احمدی خواتین نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور امر ہو گئیں۔ اس مضمون کے ذریعے ایسی ہی جانثار خواتین کا ذکر خیر کیا جارہا ہے۔ خدا تعالیٰ شہداء کا مقام و مرتبہ کتاب رحمان میں کچھ اس طرح بیان کرتا ہے کہ

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ

(البقرہ: 155)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہید کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوّت ایمانی اور قوّت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

خلافت ثانیہ کے دور میں جب انڈیا سے پاکستان ہجرت کرنے کا وقت تھا اس وقت بہت سی جانثار خواتین اپنے اہل خانہ کے ساتھ جماعتی احکامات کے تحت اپنے گھروں تک محدود رہیں اور جام شہادت نوش کیا ان سب کا ذکر خیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات میں فرمایا سب سے پہلے اہلیہ حاجی میران بخش تھیں جن کو 13اور 14 اگست 1940ء کی درمیانی شب انبالہ شہر میں ان کے مکان پر حملہ کر کے شہید کیا گیا۔ ان کی دس ماہ کی بچی ان کی گود میں تھی جو ماں کے نیچے دبی ماں کا دودھ چوسنے کی کوشش کرتی رہی لیکن وہ دودھ تو خشک ہو چکا تھا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 49-50)

پھر اسی طرح عالم بی بی، چراغ بی بی، جان بی بی آف کھارا نذر قادیان کو بھی سکھ جتھے نے ان کے دیگر اہل خانہ کے ساتھ شہید کر دیا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 71)

گلاب بی بی آف سیکھواں یہ بھی قادیان کے قریب رہتی تھیں اور سکھوں کی خون ریزی کے نتیجے میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ شہید ہو گئیں۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 74)

سری گوبند پورہ کی زہرہ بی بی اور ان کی چار سالہ بیٹی جسے سکھ جتھے نے ان کے گھر پر حملہ کر کے ان کے شوہر اور بیٹے کے ساتھ شہید کر دیا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 66-67)

انڈونیشیا کی دو خواتین محترمہ اڈوٹ صاحبہ اور محترمہ اونیہ صاحبہ جماعت چیانڈرم بھی جان کی قربانی پیش کرنے والی لجنات میں شامل ہیں۔ جنہیں 3 مارچ 1953ء کو گھر سے باہر بلا کر فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔

(خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 54)

ایسی ہی ایک بہادر خاتون کا ذکر جن کا نام رشیدہ بیگم آف سانگلہ ہل تھا۔ ان کے شوہر قاری عاشق حسین صاحب کو خدا تعالیٰ نے احمدیت کی دولت سے مالا مال کر دیا تو آپ کا رجحان بھی اس طرف ہو گیا۔ 1972ء میں ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد احمدیت کو غور سے دیکھنے کے بعد اسے صدق دل سے قبول کر لیا۔ لیکن اہل خانہ کی طرف سے واپسی کا بہت دباؤ اور اصرار تھا لیکن آپ نے تمام مخالفتوں کا مقابلہ کیا۔ آپ نہایت عبادت گزار اور سچے خواب دیکھنے والی گوناگوں خوبیوں کی مالک تھیں۔

3 رمضان المبارک 1978ء کو رات قاری صاحب کے دیر تک جاگنے کی وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جس لڑکے کو تو نے خود پالا ہے وہی تیرا قاتل ہے۔ وہ لڑکا قاری صاحب کا بھتیجا تھا جس کی نو ماہ کی عمر سے لے کر بیس سال تک آپ نے اسے پالا تھا۔ وہ لڑکا منکرین احمدیت کی باتوں میں آ کر اپنی ہی مربیہ ماں کی جان کے درپے ہو گیا۔ اور اگلے دن جب قاری صاحب گھر سے باہر تھے تو اچانک سے آپ کا بھتیجا گھر میں گھس کر پہلے بچوں پر جھپٹا آپ بچوں کو بچانے کے لیے لپکیں تو وہ ظالم آپ کی چھاتی پر بیٹھ گیا اور چاقو کے وار کرتا رہا آپ بے بسی کے عالم میں اسے روکتی رہیں اور پوچھا کہ ہمیں کیوں مار رہے ہو تو اس نے کہا کہ کیوں کہ تم کافر ہو گئی ہو۔ ان کے بچوں میں سے ایک بچی پر بھی حملہ کر کے اسے زخمی کیا لیکن وہ بچی تو بچ گئی مگر رشیدہ صاحبہ نے جام شہادت نوش فرمالیا۔ یہ تمام واقعہ تفصیلاً (خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ نمبر 168-170) پر درج ہے۔ خاکسار نے مختصراً اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ پھر ایک اور دین کے لیے جان وار دینے والی خاتون جن کو 9 جون 1982ء کو عید کے روز شہید کیا گیا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 20/جون 1986ء کو خطبہ جمعہ اس شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ شہادت ...ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی ہے، ایک نیا سنگِ میل رکھ رہی ہے اس دور کی قربانیوں میں کیونکہ خواتین میں سے یہ پہلی ہیں جنہیں اس دور میں اللہ کی خاطر جان دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کا نام رخسانہ تھا۔ ان کے خاوند طارق تو احمدی تھے لیکن ان کے بھائی بشارت احمدی نہیں۔ ...بشارت علماء کی بد کلامی کے نتیجہ میں دن بدن زیادہ بدگو ہوتا چلا گیا اور اخلاقی جرأت کا یہ حال تھا کہ بھائی کے سامنے تو زبان نہیں کھول سکتا تھا لیکن اپنی مظلومہ بھابھی کے سامنے دل کھول کر دل کا غبار نکالتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتا تھا اور ہر قسم کی بد کلامی سے کام لیتا تھا اور مردانگی کا عالم یہ ہے کہ بھائی کو تو عبادت سے نہیں روک سکتا تھا لیکن اس مظلوم عورت کو قتل کی دھمکیاں دیتا تھا کہ اگر تم احمدی مسجد میں جا کر نمازیں پڑھو گی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ ...... عید کے روز کا واقعہ ہے کہ طارق اور ان کی بیگم رخسانہ جب عید کی نماز پڑھ کر واپس آئے۔ طارق جب غسل خانے گئے تو پیچھے بچی کو اکیلا پا کر اس نے پھر نہایت بد کلامی سے کام لیا اور کہا میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم نے احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جانا۔ اس نے کہا تم کون ہوتے ہو مجھے منع کرنے والے۔عبادت کا معاملہ ہے۔ ...چنانچہ اس پر اس نے پستول نکال کر وہیں فائر کیے دو گولیاں تو سینہ چھید کر نکل گئیں اور ایک ٹانگ پر لگی۔ بہر حال تھوڑی دیر کے اندر ہی بچی نے دم توڑ دیا۔

...احمدی مستورات قربانیوں میں ہر گز اپنے مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔شہادت میں وہ بیویاں جو بیوگی کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیچھے رہ جاتی ہیں اُن کے متعلق یہ گمان کرنا کہ ان کے خاوند ثواب پا گئے اور وہ محروم رہ گئیں، وہ آگے نکل گئے اور یہ پیچھے رہ گئیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔ مردوں کی شہادت کی عظمت کے اندر ان کی بیواؤں کی قربانیوں کی عظمت داخل ہوتی ہے۔ ان ماؤں کو آپ کیسے بھلا سکتے ہیں جن کے بچے شہید ہوئے اور اللہ کی رضا کی خاطر وہ راضی رہیں اور بڑے حوصلے اور صبر کے نمونے دکھائے۔ ان بہنوں کو آپ کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن کے ویر ہاتھ سے جاتے رہے۔ بہت ہی پیار سے ان کو دیکھا کرتی تھیں، بڑی محبت سے ان کا استقبال کیا کرتی تھیں اور جانتی ہیں کہ اب کوئی گھر میں واپس نہیں آئے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خواتین، یہ بوڑھیاں، یہ بچیاں، یہ جوان عورتیں یہ ساری قربانیوں سے محروم ہیں اور صرف شہید ہونے والے قربانیوں میں آگے نکل گئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/جون 1986ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 436-440)

محترمہ اپنے ناحق بہائے خون سے یہ پیغام دے کر گئیں کہ

اپنی جان بھی اگر پیش کرنی پڑے
اس کی خدمت میں یہ بھی ہے کم دوستو
اپنی تاریخ کے اس اہم باب کو
خونِ دل سے کریں گے رقم دوستو

پھر ایک اور شہادت عزیزہ نبیلہ شہید کی جو مکرم مشتاق احمد صاحب کے گھر چک سکندر میں پیدا ہوئیں اور 16 جولائی 1989ء کو دس سال کی عمر میں جام شہادت نوش کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 198)

اسی طرح ایک اور بہادر خاتون مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ عمر سلیم بٹ صاحب فدائی احمدی اور دعوت الی اللہ کی شوقین تھیں آپ کی کوششوں سے دو بہن بھائی احمدی ہوئے جن کو سخت مخالفت کا سامنا تھا آپ ان کو تسلی دینے ان کے گاؤں جاتی رہتی تھیں۔ آخری بار 1 مئی 1999ء کو جب ان سے ملاقات کرنے اور ان کے والد کو زیارت مرکز کے لیے قائل کرنے گئیں تو انہی بہن بھائی کے سوتیلے بھائی نے جو اپنے گھر احمدیت پھیلانے کا ذمہ دار ان کو سمجھتا تھا اس نے چھریوں کے وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ 9 مئی 1999ء کو آپ ان زخموں سے جانبر نہ ہوتے ہوئے اپنے مولا سے جا ملیں۔

(خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 229-230)

خوں شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر! رائیگاں کب گیا تھا کہ اَب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

(کلام طاہر)

مکرمہ شریفہ شوکت اور ان کے شوہر مکرم عبد الرحیم مجاہد کو مورخہ 8 اور 9 مئی 2001ء کی درمیانی رات کو نہایت ظالمانہ طور پر شہید کیا گیا۔ دونوں صحن میں سوئے ہوئے تھے انہیں وہاں سے اٹھا کر باتھ روم اور ملحقہ اسٹور میں لے جاکر تشدد سے ہلاک کیا گیا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 245)

پھر خلافت خامسہ میں بھی ایک نہایت افسوسناک واقعہ ہوا جس میں ایک جواں سال ڈاکٹر کو بڑی بے رحمی سے شہید کر دیا گیا۔

خطبہ جمعہ 20 مارچ 2009ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دردناک شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

گزشتہ دنوں پھر انتہائی ظالمانہ طور پر ایک نوجوان جوڑے میاں بیوی کو ملتان میں شہید کر دیا گیا اور ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے زمانہ کے امام کو مانا۔ دونوں ڈاکٹر تھے اور بڑے ہر دلعزیز ڈاکٹر تھے۔ ایک کا نام ڈاکٹر شیراز ہے ان کی 37 سال عمر تھی اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر نورین شیراز 28 سال کی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ شہداء میں عورتوں میں سب سے کم عمر شہید ہیں۔

(خطبہ جمعہ 20 مارچ 2009ء)

پس یہ ایک مختصر ذکر تھا ان خواتین کا جنھوں نے اپنی جان جیسی بیش قیمت متاع بھی اپنے دین کی خاطر گنوادی۔ لیکن جاتے جاتے ہمیں یہ پیغام دے گئیں کہ اے خدا کی لونڈیو! تم خدا کے مسیح کے وجود کی سرسبز شاخیں اسی صورت میں بن سکتی ہو جب تم اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو اپنے اور اپنے محبوب حقیقی کے درمیان نہ آنے دو۔ جب اللہ تعالیٰ اور اللہ کے دین کی بات آجائے تو ہر چیز اس کی راہ میں قربان کر دو وہ خدا بڑا حیا والا ہے وہ تمہارے اجر کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسے بڑھا چڑھا کر تمہیں لوٹائے گا۔ تم تو خوش قسمت تصور ہو گی اگر تمہارا خون اس شجر سایہ دار کی آبیاری کے کام آ جائے کہ اور ان ثمر آور وجودوں سے اس خون کی مہک بھی آئے گی۔ آئندہ آنے والی نسلیں تمہارا نام ہمیشہ محبت کے ساتھ لیں گی اور تمہارا شمار وفاداروں میں ہو گا۔ تمہاری جان کی قربانی جماعت کی ترقی کے نئے راستے کھولنے والی ہو گی۔ موت تو بہرالحال سو سال بھی جی لو تو آجانی ہے لیکن ایسی موت جس کے بعد حیات جاوداں مل جائے اس سے اچھی بھلا کیا چیز ہوسکتی ہے۔

شہید کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

1۔ یہ کہ اسے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے وقت ہی بخش دیا جائے گا۔

2۔ وہ جنت میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ لے گا۔

3۔ اسے قبر کے عذاب سے پناہ دی جائے گی۔

4۔ وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔

5۔ اس کے سر پر ایسا وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔

6۔ اور اسے اپنے 70 اقارب کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔

(سنن ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فی ثواب الشہید)

پس ایسی خوبیوں والی موت پانے کو کس کا جی نہیں چاہے گا۔ ان خواتین کے واقعات پڑھ کر ہم سب میں بھی وہی جوش، وہی جذبہ بیدار ہونا چاہیے کہ اس عشق و وفا کے کھیت کے لہلانے کے واسطے اپنی جان کی بھی پروا نہ کریں کیونکہ

یہ عشق ووفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو

(کلام محمود)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس نصیحت کو ہمیشہ مدنظر رکھیں آپ فرماتے ہیں:

''ان واقعات کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے ہماری ذمہ داری ہے۔ اور یہ قرض ہے ان شہیدوں اور ان خدا کی راہ میں تکلیفیں اُٹھانے والوں کا ہم پر۔ لیکن اگر ہم اس قرض کو ادا کریں گے اور جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا ہے خدا کی محبت میں سرشار ہو کر اس جذبہ قربانی کو اپنالیں گے تو آئندہ نسلوں پر ہم احسان کرنے والے ہوں گے ہم ایک ایسی قوم بن جائیں گے جو شہیدوں کی طرح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ اللہ ہمیں ابد الآباد تک زندہ رکھے۔''

(الازہار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 406)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی سی سیرت رکھنے والی خواتین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

بقیہ: لجنہ اماء اللہ کا قیام اور اس کے مقاصد...... از صفحہ 4

از صفحہ 4

زور لگا رہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کیا جائے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مسلمانوں اور خاص طور پر احمدی مسلمانوں، مردوں اور عورتوں، نوجوانوں سب نے مذہبی اقدار کو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی تو پھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہم دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہوں گے کہ ہم نے حق کو سمجھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا اور ہم نے پھر بھی عمل نہ کیا۔

حیا ایمان کا حصہ ہے اور حیا عورت کا ایک خزانہ ہے اس لیے ہمیشہ حیا دار لباس پہنیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پردے کا حکم دیا ہے تو یقیناً اس کی کوئی اہمیت ہے۔ مائیں نیک نمونہ دکھائیں اور اپنی بچیوں کو چھوٹی عمر سے اس کی عادت ڈالیں...پھر آج کل کے سائنسی دور میں بہت سے نئے ذرائع ہیں مثلاً انٹرنیٹ، موبائل فون، سوشل میڈیا وغیرہ۔ یہ وقت ضائع کرتے اور برے خیالات پیدا کرتے ہیں۔ احمدی ماؤں کی یہ ذمہ داری ہے کہ خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی ان کے منفی اور غلط استعمال سے بچا کر رکھیں۔ اسی طرح اگر ٹی وی پر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے، ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں ...پس ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ اپنا تقدس قائم رکھنا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہیں اور دوسروں سے فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ آج کی بچیاں کل کی مائیں ہیں۔ اگر ان بچیوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگیا تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی محفوظ ہوتی چلی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو میری ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل آن لائن 28 جنوری 2020ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے ہم پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر حکم پر دل و جان سے عمل کریں۔ ہماری زندگیوں کا مقصد خدا تعالیٰ اور رسولِ خدا ﷺ کی محبت اور اطاعت ہو۔ اس تنظیم کے 100 سال پورے ہونے کی خوشی میں لجنہ اماء اللہ تنظیم کی ہر ممبر یہ عہد کرتی ہے کہ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی۔ ان شاءاللہ

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظرانداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
ظلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

(کلام محمود)

بقیہ: ممبرات لجنہ بھارت کی قربانیاں...... از صفحہ 9

از صفحہ 9

دسمبر 2004ء کے موقع پر یہ تجویز پاس کی گئی کہ صد سالہ خلافت جوبلی جو جماعت احمدیہ ان شاء اللہ 2008ء میں منائے گی اس موقع پر شکرانہ کے طور پر لجنہ اماء اللہ بھارت حضور انور کی اجازت کے بعد مبلغ پانچ لاکھ روپے حضور انور کی خدمت اقدس میں تحفہ خلافت جوبلی پیش کرے۔ شوریٰ میں شامل تمام نمائندگان کی متفقہ رائے سے یہ تجویز حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی جسے حضور انور نے ازراہِ شفقت قبول فرما لیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممبرات لجنہ بھارت نے تین سال کے عرصہ میں پانچ لاکھ کی بجائے 21,49,258 کے وعدہ جات اور مبلغ 22,88,025 روپے کی رقم کی ادائیگی کر دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

صد سالہ جشن تشکر بر قیام لجنہ اماء اللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 25 دسمبر 2022ء کو تنظیم لجنہ اماء اللہ کے قیام کو پہلی صدی مکمل ہو رہی ہے۔ اس خوشی کے موقع پر ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک کروڑ روپیہ تحفۃً پیش کرنے کی تجویز مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ بھارت سال 2013ء میں پیش کی گئی تھی اور منظوری ملنے پر تمام مجالس لجنہ اماء اللہ بھارت کو بذریعہ سرکلر اطلاع دیتے ہوئے ممبرات کے وعدہ جات منگوائے گئے۔ جن کی ادائیگی تقریباً 9 سال کے عرصہ میں کرنی تھی۔ ممبرات لجنہ بھارت نے ہمیشہ کی طرح اس مالی تحریک میں بھی اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا اور اب تک خدا کے فضل سے ڈیڑھ کروڑ روپے سے زیادہ کی وصولی ہو چکی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ یہ تحریک 2022ء کے آخر تک جاری ہے۔

یہ وہ چند مالی تحریکات کا ذکر تھا جن میں لجنہ اماء اللہ بھارت نے خلیفۂ وقت کی محبت اور اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایثار و قربانی کے بے مثال نمونے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے خلافت کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مدثرہ عباسی۔ لندن

جلسہ سالانہ ربوہ کی پیاری یادیں

ربوہ میں جلسہ سالانہ کی تاریخ

جلسہ سالانہ کا مستقل انعقاد دسمبر میں قادیان میں ہونا شروع ہوا۔ 27 دسمبر 1893ء کا جلسہ بوجوہ ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں دسمبر میں جلسہ کا انعقاد مستقل ہوگیا۔ 1946ء تک قادیان میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا۔ تقسیم ہند کے بعد 1947ء اور 1948ء دو سال جلسہ سالانہ منعقد نہ ہوسکا۔

1949ء کو نئے مرکز ربوہ میں 15اپریل تا 17اپریل جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ 1966ء کو رمضان المبارک کی وجہ سے جلسہ سالانہ 26 تا 28 مارچ 1967ء ربوہ میں منعقد ہوا۔ اسی طرح 1967ء کا جلسہ 11تا 13جنوری 1968ءمنعقد ہوا۔ پھر 1968ء میں دسمبر میں 26تا28 دسمبر منعقد ہوا۔ گویا اس سال 2مرتبہ جلسہ منعقد ہوا۔ پھر 1971ء میں پاکستان اور انڈیا کے درمیان ہونے والی جنگ کے باعث جلسہ سالانہ نہیں ہوسکا۔

1983ء تک ربوہ میں سالانہ جلسے ہوتے رہے۔ 1984ء میں ایک بہیمانہ آرڈیننس کی وجہ سے ربوہ میں جلسہ منعقد نہ ہو سکا۔ 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے بعد 1985ء سے برطانیہ میں جلسے منعقد ہونا شروع ہو گئے۔

1984ء میں ربوہ میں جلسہ سالانہ تو بند کر دیا گیا لیکن آہستہ آہستہ ملک ملک میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن ربوہ کے جلسے ہمیشہ کے لئے یادگار ہیں۔

پورا سال جلسہ سالانہ کا انتظار

ایمان افروز اور روح پرور جلسہ سالانہ ربوہ کی یادیں بھلا کیسے بھلائی جاسکتی ہیں۔ جوں جوں جلسہ کا وقت قریب آتا جاتا جس کا سارا سال ہمیں انتظار رہا کرتا تھا اور جس کے لئے منتظمین بھی سارا سال فکر کرتے رہتے تھے ذمہ داریوں کا اِحساس بھی بڑھتا جاتا تھا۔ اور اس انتظار کے دوران پچھلے سال ہونے والے جلسے کی یادیں اور باتیں ہوتی رہتیں اور اگلے سال آنے والے جلسے کا بخوشی انتظار۔ چھوٹے ہوتے ہوئے یہ کہ اس سال جلسہ سالانہ پر کون کون آرہا ہے؟ ہمارے کزنز میں سے کون آئیں گی ؟ ہم اکٹھے ڈیوٹیاں وغیرہ دیں گی وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔ بڑے ہونے پر بیرکس میں ٹھہرنے والے مہمانوں کے لئے انتظامات، جس میں انتظامیہ کے ساتھ کسیر بچھانا، اس پر چادریں وغیرہ ڈالنی، صفائی کا خیال رکھنا، مہمانوں کا استقبال، چائے اور کھانے کے انتظامات وغیرہ میں حصہ لینا یاد ہے۔ بیرکس میں ڈیوٹیز کے مزے میں دوسرے شہروں یا ملکوں سے آنے والی ہم عمر لڑکیوں سے دوستی کرنے کا بھی بہت الگ لطف آتا تھا۔

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے ہر سال کی تیاریاں

اس سلسلے میں نئے بستر، رضائیاں، تکیے بنتے اور پچھلے سال والی رضائیوں کو میری امی جان ہر سال ادھیڑتی تھیں۔ رضائیوں کے غلاف اور چادریں دھوتیں اور وہ دھوپ میں سکھانے کے لئے ڈالے جاتے اور اگر استر پرانے ہو گئے ہوتے تو نئے سِل رہے ہوتے۔ پھر روئی نگندواتی اور دوبارہ رضائیوں میں بھرتیں اور پھر رضائیاں واپس سیتیں اور اس عمل میں کچھ دن لگ جاتے مگر جس پیار و محبت سے یہ سب کچھ کیا جاتا اس کی مثال میرا نہیں خیال کہ آج کل کے زمانے میں مل سکتی ہے اور یہ عمل صرف ہمارے گھر ہی نہیں بلکہ ربوہ میں رہنے والوں کے ہر گھر میں ہو رہا ہوتا تھا۔ چارپائیاں جو کہ دھوپ میں گھروں کے صحنوں میں بیٹھنے کے کام آتی تھیں۔ ان کو بھی کسا جاتا اور گھروں میں سالانہ صفائی کی جاتی، جس میں سفیدی تقریباً ہر گھر میں ہو رہی ہوتی، چھتوں پر لپائی وغیرہ تا کہ اگر بارش ہو جائے تو پانی چھت سے نہ ٹپکے۔ پھر کھانے تیار ہو رہے ہوتے تھے۔ امی جان کا دستور تھا کہ شامی کباب ضرور بنے ہوں تا کہ جب جلدی میں کھانا تیار کرنا ہو تو آسانی سے ہو جائے۔ جب کہ شامی کبابوں کا قیمہ سِل بٹے پر پیسا جاتا تھا۔ چٹنیاں بھی سِل بٹے پر تیار ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ کھانے کی ان تیاریوں کے ذکر سے آم، لسوڑھوں اور لیموں کا اچار یاد آ گیا۔ جن کو ایک بڑی تعداد میں کاٹ کر چارپائیوں پر چادریں ڈال کر دھوپ میں سکھایا جاتا اور پھر ایک بڑے سے مرتبان میں امی جان اچار ڈالتیں اور پھر مہمانوں کو بڑے شوق سے کھلاتیں بلکہ جاتے ہوئے ساتھ بھی دیتی تھیں۔ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے میری امی جان پہلے سے سب تیاریاں کر کے رکھتی تھیں اس کے علاوہ صبح صبح اٹھ کر ان کے لئے پانی گرم کر کے دینا کہ وہ وضو وغیرہ کریں تو ان کو ٹھنڈ نہ لگے (یہاں یاد رہے کہ وہاں کوئی گرم پانی یا ہیٹر وغیرہ کا انتظام نہیں ہوتا تھا) پھر سب کے کپڑے خود دھو کر ان کے اٹھنے سے پہلے سوکھنے کے لئے ڈال دیا کرتی تھیں اگلے دن بھی یہی روٹین ہوتی اور ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھتی تھیں کہ یہ ہمارے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

لجنہ ہال کا سماں

لجنہ ہال میں بھی باقی دفاتر کی طرح ایک الگ سماں ہوتا۔ تقریباً تمام عہدے داران جلسے کی مناسبت سے اپنے اپنے انتظامات کرنے کی کوشش میں مہینوں پہلے سے انتظامات میں لگی ہوتیں۔ کتنی مہمان خواتین کہاں ٹھہرائی جاسکتی ہیں؟ ربوہ کے جس گھر میں بھی جگہ ہوتی وہ مہمانوں کے لئے پیش کر دیا کرتے تھے اور اسی طرح ہر رہائش گاہ پر ڈیوٹیز لگائی جاتیں۔ اس کے علاوہ باقی انتظامات کے لئے بھی ڈیوٹیز لگائی جارہی ہوتیں۔ ڈیوٹیز کے بیج بانٹے جاتے اور ہر ناصرہ اور ہر لجنہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے خدمت اپنے لئے ایک بہت بڑا اعزاز سمجھ کر کرتیں جو الحمدللہ آج بھی اسی طرح ہے لیکن جگہ بدل گئی ہے۔ یہ وہ دن تھے جب ربوہ ہر طرح محفوظ تھا۔ اس وجہ سے کافی دیر تک بھی ہم ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر گھر جا رہے ہوتے اور ہم یعنی ربوہ میں رہنے والے چونکہ میزبان ہوتے تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے مواقع حاصل ہوتے رہے ہم اس لحاظ سے بہت خوش قسمت تھے کہ ربوہ میں رہائش تھی اور سارا سال تقریباً ایک خاص موقع کا انتظار رہتا۔

ربوہ میں جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا استقبال

ربوہ میں جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَباً اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کی روح آفریں صداؤں سے استقبال کیا جاتا۔ اسٹیشن اور بس کے اڈوں پر خدامِ احمدیت مہمانوں کے استقبال کے لئے چاک و چوبند نظر آتے۔ مہمانوں کا سامان اٹھا لیتے اور قیام گاہوں میں پہنچا دیتے ساتھ ساتھ ننھے منے اطفال بھی بھاگ دوڑ کرتے نظر آتے۔ علی الصبح احباب نماز تہجد کے لئے مسجد مبارک کی طرف رواں دواں ہوتے تا کہ نماز فجر اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں ادا کرنے کا شرف حاصل کرسکیں۔ صل علی نبیناصل علی محمدؐ۔ کی آوازیں صبح فجر کی نماز کے وقت آنی شروع ہوتیں اور جلسہ کے دوران نعرہ تکبیر کی گونج ایک روحانی منظر پیدا کر دیتی تھیں جو آج تک میری یادوں کا حصہ ہے۔

اس کے بعد لنگر سے ناشتہ آتا اور عموماً یہ ناشتہ دال روٹی کا ہوتا۔ وہ دال بھی عجیب مزہ رکھتی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت لنگر خانہ کی یہ دال لوگ پانی کی طرح پینا پسند کرتے تھے۔ شام کو آلو گوشت کا سالن مزہ دوبالا کر رہا ہوتا تھا۔

دسمبر کی یخ ٹھنڈی صبحیں جب کہ کوٹ اور دستانے پہنے ہوئے لنگر کی لائن میں روٹی کا رومال اور بالٹی پکڑے ہوئے اپنی باری کا انتظار کرنا بھی یاد ہے وہ بھی سرور کی سی کیفیت ہوتی کیونکہ ربوہ کی سرزمین جلسہ سالانہ کے روح پرور نظارے پیش کر رہی ہوتی۔ احباب تہجد کی نماز سے لے کر تمام نمازوں کے اوقات پر مسجدوں کی طرف جاتے ہوئے نظر آتے یعنی مہمانوں کی جو رونق ان دنوں میں ہوتی وہ یقیناً ایک سرور کی سی کیفیت پیدا کرتی۔

اہالیان ربوہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی رہائش کے لئے اپنے گھر

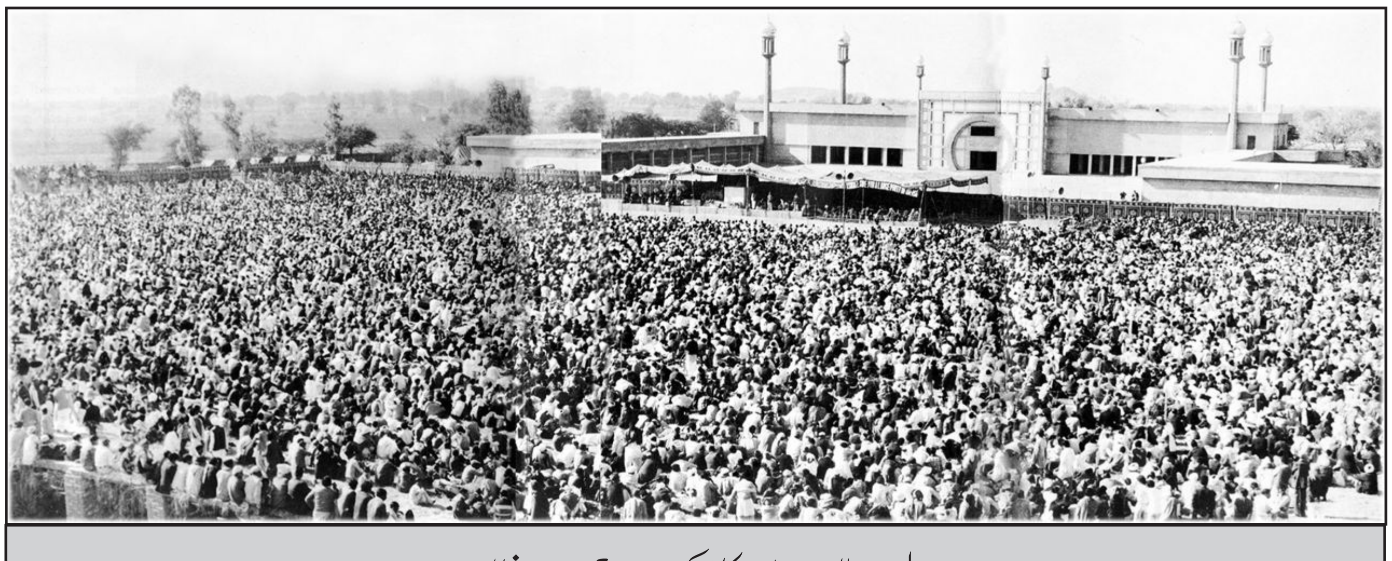

جلسہ سالانہ ربوہ کا ایک روح پرور نظارہ

پیش کر دیا کرتے تھے حالانکہ مکان بہت بڑے بڑے نہیں ہوتے تھے مگر جتنی بھی جگہ وہ مہیا کر سکتے تھے کرتے تھے۔ اور پھر کسیر جسے پرالی بھی کہا جاتا ہے وہ نصرت گرلز ہائی سکول اور کالج کے احاطے میں جلسے سے کچھ روز پہلے آجاتی تھی اور پھر جب میں سکول میں تھی اور پھر کالج میں بھی ہم تمام طالبات کے لئے ایک نئی کھیل کا آغاز ہو جاتا اور اس طرح ہم کسیر میں خوب کھیلتے۔ چھپن چھپائی کھیلی جاتی یا کبھی اس کے ڈھیر پہ چڑھ کر پھسلن بنائی جاتی۔ جلسے کے خاص دنوں میں جہاں جہاں مہمان ٹھہرتے وہاں پہنچائی جاتی اور تقریباً گھر کے ہر کمرے میں کسیر بچھائی جاتی تھی اور اس کے اوپر چادریں ڈال کر اور سب رات کو رضائیوں میں اکھٹے بیٹھ کر مونگ پھلی، چلغوزے اور ریوڑھیوں کا دور چلاتے اور مزے مزے کی باتیں کرتے۔ بڑوں کو فکر ہوتی تھی کہ جلدی سو جائیں صبح اٹھنا ہے نماز پڑھنے مسجد جانا ہے اور پھر جلسہ پر جانا ہے اور ہم بچوں کو اپنے مہمان کزنز کیساتھ بیٹھ کر پتہ نہیں کہاں کہاں کی باتیں یاد آتی تھیں اور چپکے چپکے خوب ہنسنا یہ سب بھی جلسے کی یادوں کا حصہ ہیں۔

ربوہ کے ہر گھر میں مہمانوں کو سلانے کے لیے محمدی بستر بچھائے جاتے تھے اور ان کے نیچے پرالی ہوتی تھی لنگر کا آلو گوشت اور لنگر کی دال۔ اف لنگر کے باہر سخت ٹھنڈ میں موٹے موٹے کوٹ پہنے ہم کھانا لینے پہنچ جاتے تھے۔ جلسے پر جاتے وقت امی اور خالہ جان کا بیگ میں مالٹے اور مونگ پھلی اور پتیسہ رکھنا بھی یاد ہے۔

پھر کیا ہوا کہ ربوہ میں ہونے والے جلسوں پر پابندی لگائی گئی۔ مگر ربوہ میں ہونے والا آخری جلسہ کئی طرح کی یادوں سے مزین ہے۔ میں شادی ہو کر ربوہ سے کراچی جا چکی تھی اور اس سال کا جلسہ ربوہ کا آخری جلسہ تھا جب ہمارا بڑا بیٹا تین ماہ کا تھا۔ ہم اس کو ساتھ لیکر جلسہ اٹینڈ کرنے پہنچے تھے۔

اس جلسہ میں پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ہمیں دعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرمائی آپؒ فرماتے ہیں:

’’عبادات میں سب سے پہلا مقام دعا کا ہے.....

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کامل صفات کے بارے میں فرمایا کہ ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اس مرکز سے نہیں ٹلا کرتی تھی جو ہدایت اور نور کا مرکز ہے۔

پھر مخالفین احمدیت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: کہ ’’تم کیوں خوف نہیں کرتے کہ تمہارے خلاف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی گواہی دے گا اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی گواہی دیں گے‘‘

1984ء میں ربوہ میں جلسہ سالانہ تو بند کر دیا گیا لیکن آہستہ آہستہ دوسرے ممالک میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہونے شروع ہو گئے۔ لیکن ربوہ کے جلسوں کی یادیں ہمیشہ کے لیے یادگار ہیں۔

جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی رونقیں ہوتیں وہاں اداسی بسیرا کرنے لگتی اور خوشی خوشی آنے والے قافلے بوجھل دلوں کے ساتھ پھر اگلے سال انہی دنوں کے دیکھنے کی تمنا لئے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے۔ ربوہ اور اہالیان ربوہ کچھ دن اداسی میں گزارتے اور پھر اگلے سال کے جلسہ کا انتظار شروع کر دیتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ 24دسمبر 1982ء میں فرمایا کہ:

جب جلسہ آ کے چلا جاتا ہے تو اپنے پیچھے بڑی گہری اداسی چھوڑ جاتا ہے۔ ایسی گہری اداسی کے ربوہ کے درو دیوار سے اس وقت اداسی ٹپک رہی ہوتی تھی۔ پہلے جب قافلے آ کر جایا کرتے تھے اور نعرہ ہائے تکبیر سے لوگوں کی دل آزاری نہیں ہوتی تھی اور بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے جب گاڑیاں روانہ ہوتی تھیں تو میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ بہت سے کارکنان دو رویہ کھڑے خاموشی سے آنسو بہا رہے ہوتے تھے۔ اتنا گہرا دکھ مہمان پیچھے چھوڑ جاتے تھے کہ باہر کی دنیا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ آپؒ فرماتے ہیں یہ جذبہ اور یہ خلق کہاں سے ہم نے پایا تو ذہن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مصرعہ کی طرف منتقل ہوا۔

؎ پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت

خدا کرے ہمارے پیارے ربوہ میں یہ رونقیں دوبارہ لوٹ آئیں اور اہالیان ربوہ بھی اسی طرح محظوظ ہو سکیں۔ آمین

بقیہ: خواتین مبارکہ کا اسلامی کردار ...... از صفحہ 11

سے بڑی بیٹی اور بچوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بعد دوسرے نمبر پر تھیں۔ آپ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ جو حضرت اُمّ ناصرؓ کے نام سے جانی جاتی ہیں اُن کے بطن سے اکتوبر 1911ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی دنیاوی اور دینی تعلیم پر اُس وقت کے حالات کے مطابق زور دیا، آپ کو پڑھایا، آپ کو ایف۔ اے تک تعلیم دلوائی، پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت سیدۃ امۃ الحیٔ صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اظہار فرمایا تھا کہ میرے ذہن میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک سکیم آئی ہے اس کا عملی اظہار 17مارچ 1925ء کو ہوا جب ایک مدرسہ کھولا گیا اور میری والدہ بھی اس مدرسہ کی ابتدائی طالبات میں سے تھیں۔ 1929ء میں اس مدرسے کی کل سات خواتین نے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور سب کامیاب رہیں جن میں آپ بھی شامل تھیں۔

سیدہ ناصرہ بیگم کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’میری والدہ وہ تھیں جنہوں نے گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تو نہیں دیکھا لیکن ابتدائی زمانہ دیکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار اور دعائیں حاصل کیں۔ صحابہ اور صحابیات سے فیض پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کے زمانے کے زیرِ اثر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں دوسرے نمبر پر ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے براہِ راست فیض یاب ہونے والوں کی صحبت کا اثر اُن میں نمایاں تھا۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، بول چال، رکھ رکھاؤ میں ایک وقار تھا اور وقار بھی ایسا جو مومن میں نظر آنا چاہئے۔ .... لجنہ کی تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ اس کے لئے نئے سے نئے طریق سوچتی تھیں۔ نئی تدابیر اختیار کرتی تھیں، ہمیں بتاتی تھیں۔ یہ کوشش تھی کہ ربوہ کی ہر بچی اور ہر عورت تربیت کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہو۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 26 اگست تا یکم ستمبر 2011ء صفحہ 5-9)

حضور انور اپنی خالہ صاحبزادی امۃ النصیر بیگم کی وفات پر انکا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’صاحبزادی امۃ النصیر بیگم جو میری خالہ بھی تھیں...ان کی پیدائش اپریل 1929ء میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے ہوئی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حرمِ ثالث تھیں، تیسری بیوی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات جب ہوئی ہے تو صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صرف ساڑھے تین سال کی تھیں۔ تو آپ کے بچپن کے جذبات اور احساسات کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک مضمون میں کھینچا ہے۔ وہ ایسا نقشہ ہے جسے پڑھ کر انسان جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ مَیں اپنے آپ پر بڑا کنٹرول رکھتا ہوں۔ کم از کم علیحدگی میں جب پڑھ رہا تھا تو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہرحال اُس میں سے کچھ حصے جو ان کے بچپن سے ہی اعلیٰ کردار کے متعلق ہیں مَیں بیان کروں گا۔ اور اس میں بھی ہر ایک کے لئے بڑے سبق ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان کی عمر صرف ساڑھے تین سال تھی جب ان کی والدہ فوت ہوئیں۔ لیکن اُس بچپنے میں بھی ایک نمونہ قائم کر گئیں۔ اور وہ مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ ... میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری خالہ کو اُن کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت امِ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا تھا ...اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اُس وقت میری والدہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ان کا خیال رکھنا۔ میری والدہ ان سے تقریباً 19سال بڑی تھیں اور بچوں والا تعلق تھا۔ جب میری والدہ کی شادی ہوئی ہے تو اُس وقت ہماری یہ خالہ سات آٹھ سال کی یا زیادہ سے زیادہ نو سال کی ہوں گی۔ جب میری والدہ کی رخصتی ہونے لگی تو خالہ نے ضد شروع کر دی کہ مَیں باجی جان کے بغیر نہیں رہ سکتی مَیں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پھر سمجھایا تو خیر سمجھ گئیں۔ خاموش تو ہو گئیں اور بڑی افسردہ رہنے لگیں لیکن وہی صبر اور حوصلہ جو ہمیشہ بچپن سے دکھاتی آئی تھیں اُس کا ہی مظاہرہ کیا۔ بہرحال پھر بعد میں حضرت اماں جان اُمّ المؤمنین کے پاس رہیں۔

1944ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی تو آپ نے اپنا تمام زیور اس میں پیش کر دیا۔ تیرہ سال کی عمر میں قادیان میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ انجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔ ہجرت کے بعد رَتن باغ اور پھر ربوہ میں خدمات سرانجام دیں۔ اُن کو ہر طرح مختلف موقعوں پر خدمت کا موقع ملا اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کو کسی عہدے کی خواہش ہو۔ عہدہ رکھتے ہوئے بھی اگر ایک معمولی سا کام کہا گیا تو فوراً اُس کے لئے تیار ہو جاتی تھیں۔ علمی اور انتظامی لحاظ سے، دینی تعلیم کے لحاظ سے بڑی باصلاحیت تھیں۔ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ رَتن باغ لاہور میں ممانی جان حضرت صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ رات کو دورہ کرتی تھیں اور جن کے پاس اوڑھنے کو کپڑا نہیں ہوتا تھا اُن کو کمبل دیا کرتی تھیں... مسجد مبارک ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں ایک اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خواتین میں شامل تھیں۔ جب ربوہ آباد ہوا تو کچے مکان تھے۔ ان کو وہاں بھی ربوہ کے کچے مکانوں میں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر ان کو صدر لجنہ حلقہ دارالصدر شمالی بڑا لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ ہر موقع پر جو بھی خدمت ان کے سپرد ہوئی، جو بھی عہدہ تھا بڑی عاجزی سے خدمت کیا کرتی تھیں۔

(خطبہ جمعہ 18/ نومبر 2011ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنی زندگیوں کو ایسے خوبصورت کردار سے مزین کرنے کی توفیق دے تا ہم بھی ان پاک نمونوں کو دیکھتے ہوئے اپنے خدا کے محبوب بندے بن سکیں۔ آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

PROGRAMME JALSA SALANA 2022 | پروگرام جلسہ سالانہ ۲۰۲۲ء

FRIDAY 5th AUGUST 2022 | جمعۃ المبارک ۵ اگست ۲۰۲۲ء

Lunch and preparation for Jumu'ah prayer	11:30	دوپہر کا کھانا اور تیاری نماز جمعہ
Jumu'ah and Asr prayers	13:00	نماز جمعہ و عصر
Hoisting of Liwa-e-Ahmadiyyat	16:25	پرچم کشائی (لوائے احمدیت)
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation, Persian poem & Urdu translation, Urdu Poem Inaugural address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)	16:30	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، فارسی نظم اور اردو ترجمہ، اردو نظم افتتاحی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
Dinner	19:30	کھانا
Maghrib and Isha prayers	21:00	نماز مغرب و عشاء

SATURDAY 6th AUGUST 2022 | ہفتہ ۶ اگست ۲۰۲۲ء

Tahajjud Prayer	03:15	نماز تہجد	Fajr Azan	04:07	اذان نماز فجر
Fajr Prayer	04:30	نماز فجر	Darsul Qur'an	04:45	درس القرآن

Breakfast	08:00	ناشتہ

Second Session | دوسرا اجلاس

Recitation of the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	10:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Opposition of Dvine Communities Leads to their Progress (Urdu) Mr. Fareed Ahmad Naveed, Principal Jamia Ahmadiyya International, Ghana	10:20	الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے (اردو) مکرم فرید احمد نوید صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل۔ گھانا
Remembrance of Allah (English) Mr. Muhammad Ibrahim Ikhlaf, Secretary Tabligh, Jama'at Ahmadiyya, UK	10:50	ذکر الٰہی (انگریزی) مکرم محمد ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ یوکے
Urdu Poem	11:20	اردو نظم
The Efforts of Khilafat e Ahmadiyya for the Attainment of World Peace (Urdu) Dr Sir Iftikhar Ahmad Ayaz, Chairman, International Human Right Committee, UK	11:30	دنیا کے امن و سلامتی کے قیام کے لئے خلافت احمدیہ کی بین الاقوامی کوششیں (اردو) مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب۔ چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی۔ یوکے
Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Arrives in Ladies' Jalsa Gah Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation and Urdu poem	12:00	حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Zuhr & Asr Prayers	13:30	نماز ظہر و عصر	Lunch	14:00	دوپہر کا کھانا

Third Session | تیسرا اجلاس

Brief Messages of Dignitaries	15:30	معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)	16:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Dinner	19:30	کھانا	Maghrib & Isha Prayers	21:00	نماز مغرب و عشاء

SUNDAY 7th AUGUST 2022 | اتوار ۷ اگست ۲۰۲۲ء

Tahajjud Prayer	03:15	نماز تہجد	Fajr Azan	04:08	اذان نماز فجر
Fajr Prayer	04:30	نماز فجر	Darsul Hadith	04:45	درس الحدیث

Breakfast	08:00	ناشتہ

Fourth Session | چوتھا اجلاس

Recitation of the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	10:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
The Need for a Husband and Wife to Develop a Habit of Patience and Tolerance in their Marital Life (Urdu) Mr. Fazal ur Rehman Nasir, Murabbi Silsila, Teacher, Jamia Ahmadiyya, UK	10:20	عائلی زندگی میں میاں بیوی کو صبر اور برداشت کی عادت ڈالنے کی ضرورت (اردو) مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ۔ استاد جامعہ احمدیہ۔ یوکے
The True meaning of Obedience to Khilafat and its Blessings(English) Mr Ayyaz Mahmood Khan, Murabbi Silsila, Wakalat-e-Tasneef, Islamabad, UK	10:50	اطاعت خلافت کے حقیقی معانی اور اس کی برکات (انگریزی) مکرم ایاز محمود خان صاحب۔ مربی سلسلہ وکالت تصنیف۔ اسلام آباد۔ یوکے
Urdu Poem	11:20	اردو نظم
The Advent of The Messiah and Mahdi for the Revival of Faith and Shariah (Urdu) Mr Ataul Mujeeb Rashed Imam of the London Mosque & Naib Amir, UK	11:30	مسیح و مہدی علیہ السلام کی بعثت کی غرض احیاء دین اور قیام شریعت (اردو) مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن و نائب امیر۔ یوکے
The Holy Prophet[sa] Advice to Leaders on The Establishment of an Islamic Government (English) Mr Rafiq Ahmed Hayat Amir Jama'at Ahmadiyya, UK	12:00	اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں حکمرانوں کے لئے حضور ﷺ کی نصائح (انگریزی) مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت احمدیہ، برطانیہ
Announcement and Preperation for International Bai'at and Bai'at Ceremony	12:30	اعلانات و تیاری عالمی بیعت و عالمی بیعت کی تقریب

Zuhr & Asr Prayers	13:30	نماز ظہر اور عصر	Lunch	14:00	کھانا

Final Session | اختتامی اجلاس

Brief Messages of Dignitaries	15:30	معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation, Arabic Qaseeda with translation and Urdu poem Ahmadiyya Peace Prize announcement Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Silent Prayer	16:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، عربی قصیدہ اور اردو ترجمہ، اردو نظم احمدیہ امن انعام کا اعلان خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اختتامی دعا

LADIES JALSA GAH PROGRAMME | پروگرام جلسہ گاہ مستورات

SATURDAY 6th AUGUST | ہفتہ ۶ اگست ۲۰۲۲ء

Recitation of the Holy Quran, Urdu translation & Urdu poem	10:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Khilafat a second manifestation of God's Power (English) Dr Maliha Mansoor, Mauvina Sadr Waqf-e-Nau	10:20	خلافت۔ خدا کی قدرت ثانیہ کا مظہر (انگریزی) مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ منصور صاحبہ۔ معاونہ صدر واقفات نو۔ لجنہ اماء اللہ۔ یوکے
Khilafat and our pledge of Bai'at (Urdu) Dr Fariha Khan, Sadr Lajna Imaillah UK	10:45	خلافت اور ہمارا عہد بیعت (اردو) مکرمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ۔ صدر لجنہ اماء اللہ۔ یوکے
Urdu Poem	11:10	اردو نظم
My Journey to Ahmadiyyat, the True Islam (English) Mrs Melissa Ahmedi	11:20	احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف میرا سفر (انگریزی) مکرمہ میلیسا احمدی صاحبہ۔ نومبائعہ
Announcements	11:45	ضروری اعلانات
Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Arrives in Ladies' Jalsa Gah Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation and Urdu poem	12:00	حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ایک سبق آموزبات

قدر و اہمیت

ہمیں وقت، رشتے دار اور دوست احباب کی قدر و اہمیت ان کے بچھڑ جانے کے بعد معلوم ہوتی ہے۔ ان کی موجودگی میں ہمیں ان کی قدر و اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ اگر ہمیں ان کی قدر و اہمیت وقت پر معلوم ہوتی تو آج ہمارے دامن میں پچھتاوے کے یہ آنسو نہ ہوتے۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

طلوع وغروب آفتاب

2/ اگست 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:31	18:59
مدینہ منورہ	04:25	19:05
قادیان	04:13	19:25
ربوہ	03:53	19:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:00	20:49

فقہی کارنر

جنازہ غائب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

’’جو جنازہ میں شامل نہ ہوسکیں وہ اپنے طور سے دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھ دیں۔‘‘

(اخبار بدر نمبر 19 جلد 6 مئورخہ 9/ مئی 1907ء صفحہ 5)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)